پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

درس حدیث

محمد اظہر مدنی

تیمّم کا طریقہ حدیث کی روشنی میں

’’عن عمار بن یاسر رضی الله عنه قال: بعثنی رسول الله ﷺ فی حاجة فاجنبت فلم أجد الماء، فتمرغت فی الصعید کما تمرغ الدابة، ثم اتیت النبی فذکرت ذلک له، فقال: انما یکفیک أن تقول بیدک هکذا، ثم ضرب بیده الی الارض ضربة واحدة، ثم مسح الشمال علی الیمین وظاهر کفیه ووجهه‘‘۔(متفق علیہ) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے کسی کام سے بھیجا، میں جنبی ہوگیا اور (طہارت حاصل کرنے کے لیے) مجھے پانی نہ مل سکا۔لہذا میں (طہارت حاصل کرنے کے لیے) مٹی میں اس طرح لوٹ پوٹ ہوا جس طرح جانور لوٹ پوٹ ہوتا ہے۔ پھر (جب میں آیا تو) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پورا قصہ آپ ﷺ کو بتایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تجھے اپنے ہاتھ سے اس طرح کر لینا ہی کافی تھا، پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو ایک مرتبہ زمین پر مارا پھر بائیں کو دائیں پر اور اپنی ہتھیلیوں کی پشت پر اور چہرے پر ملا۔

تشـــریح: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑا مشفق ومہربان ہے، اس نے کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلّف نہیں بنایا ہے۔ وہ حقوق وفرائض وواجبات جن کی ادائیگی کے بغیر کوئی شخص اللہ کا سچا، وفادار اور حقیقی مسلمان نہیں ہوسکتا، ان میں بھی اگر کسی شخص کے پاس عذر ہے یا اسے اتنی استطاعت وطاقت نہیں کہ وہ اس کام کو انجام دے سکے تو اس کے لیے شریعت اسلامیہ نے سہولیت مہیا فرمائی ہے۔ انہی سہولیات میں سے تیمّم بھی ہے۔ ایک مسلمان کے لیے تیمّم اس وقت مشروع ہوتا ہے جب طہارت حاصل کرنے کے لیے اُسے پانی میسر نہ ہو یا پھر پانی تو موجود ہو لیکن وہ کسی بیماری کی وجہ سے استعمال نہ کرسکتا ہو یا اگر استعمال کرلے تو اس کے مرض میں اضافہ کا خدشہ ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور عذر شرعی ہو جیسے ضعیف وکمزور، لاغر یا عمر رسیدہ شخص کو سخت کڑاکے کی سردی میں طہارت حاصل کرنے کے لیے گرم پانی میسر نہ ہو اور ٹھنڈے پانی کے استعمال سے اس کو نقصان ہو وغیرہ وغیرہ۔ تیمّم امت محمدیہ کے خصائص میں سے ایک خصوصیت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے پانی سے طہارت حاصل کرنے کے قائم مقام رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ’’وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا، وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ‘‘ (المائدۃ:٦) ’’اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کرلو، ہاں اگر تم بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کوئی حاجت ضروری سے فارغ ہو کر آیا ہو، یا تم عورتوں سے ملے ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیمّم کرلو، اور اسے اپنے چہروں پر اور ہاتھوں پر مل لو۔‘‘ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم اور حکمت سے روئے زمین کو جائے نماز اور طہارت وپاکیزگی کا ذریعہ بنایا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بندہ مومن جہاں کہیں بھی ہو اگر نماز کا وقت آجائے تو اپنے مقررہ وقت پر نماز ادا کرلے۔ نماز کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے زمین کو اللہ تعالیٰ نے پاک کردیا ہے تاکہ اگر نماز کا وقت آجائے اور پانی میسر نہ ہو تو حدث اصغر واکبر سے بآسانی طہارت حاصل کر کے نماز ادا کرلی جائے۔ اس لیے تیمّم کو مشروع قرار دیا ہے۔

تیمّم کے لیے مٹی، ریت، پتھر اور اس کے قائم مقام جو بھی چیزیں ہوں اس کے ذریعہ تیمّم کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔ تیمّم کرنے والا شخص اگر جنبی ہو یا اس کو حدث اصغر واکبر سے پاکی حاصل کرنی ہو تو تیمّم کرتے وقت ان تمام احداث سے پاکی کی نیت کر کے تیمّم کرے وہ کافی ہوگا جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے اس کی وضاحت ہوتی ہے اور بخاری ومسلم کی ایک دوسری حدیث میں تیمّم کا طریقہ ذکر حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی سے مروی ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ میں جنبی ہوگیا اور مجھے پانی دستیاب نہ ہوسکا کہ میں طہارت حاصل کرسکوں تو حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ کیا آپ کو یاد نہیں ہے کہ ہم دونوں ایک سفر میں تھے تو پانی نہ ہونے کی وجہ سے آپ نے تو نماز نہیں پڑھی پر میں مٹی میں لوٹ پوٹ ہوکر طہارت حاصل کی اور پھر نماز پڑھی جب سفر سے واپسی ہوئی تو اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ ذکر کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں اس طرح کرنا ہی کافی تھا، اور پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارا پھر اس میں پھونک ماری اور پھر چہرے اور دونوں ہتھیلیوں پر مسح کیا۔ خلاصہ یہ کہ تیمّم کرتے وقت تیمّم کی نیت کریں اور بسم اللہ کہتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ ایک بار زمین پر ماریں پھر دائیں ہاتھ کا ظاہری حصہ بائیں ہاتھ پر پھیریں اور بائیں ہاتھ کا اوپر والا حصہ دائیں ہاتھ پر، پھر اپنے دونوں ہاتھ چہرے پر پھیریں۔ یا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ کو زمین پر ایک مرتبہ مارے پھر اسے اپنے چہرے اور ہتھیلیوں پر پھیرے جیسا کہ عبدالرحمٰن بن ابزی والی حدیث میں ذکر ہے۔ تیمّم کب باطل ہوجاتا ہے؟ پانی ملنے یا عذر شرعی کے ختم ہوجانے یا نواقض وضو میں سے کوئی ناقض ہونے کی صورت میں تیمّم باطل ہوجائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ ہم تمام لوگوں کو کتاب وسنت کے مطابق زندگی گذارنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ ☆☆

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

اصغر علی امام مہدی سلفی

اداریہ

خلافت ایک امانت

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مقام ومرتبہ بے حد عظیم وبلند ہے۔ وہ سب کے سب عدول ہیں۔ ان میں خلفاء راشدین کی امت پر بڑے احسانات ہیں۔ وہ محسن انسانیت بھی ہیں۔ ان کی پیروی اور اطاعت کی کتاب وسنت کی روشنی میں بزبان نبویؐ بڑی تاکید ہے۔ ان کے بارے میں زبان وقلم اور دل ودماغ کی صفائی فرض ہے۔ ان کے بارے میں لب کشائی احتیاط اور تقوی کے دامن کو لازم پکڑنے کی تاکید آئی ہے۔ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے سلسلے میں ناصحانہ وخیر خواہانہ اور بسا اوقات مخلصانہ لوگوں کے متعدد خیالات ہیں کمیت کی حیثیت سے بھی اور کیفیت کے اعتبار سے بھی۔ اسی سلسلے میں چند گذارشات وتشریحات قلم بند ہیں۔ خلفاء راشدین چار ہیں۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ان کے علاوہ خلفاء راشدین نہیں ہیں۔ چار کی بات صحیح ہے، مگر چار ہی ہیں یہ صحیح نہیں۔ خود حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد ہیں، گرچہ ان کی حکومت ابھی مستحکم بھی نہیں ہوئی تھی، مگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ''خلافة النبوة ثلاثون سنة''۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت تک کل ساڑھے انتیس سال ہی بنتے ہیں۔ چھ ماہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی خلافت بھی خلافت راشدہ ہی تھی۔ کیوں کہ نبی صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی بھی اسی صورت میں پوری ہوتی ہے۔ خلافت راشدہ کی بہت سی خصوصیات وامتیازات اور مواصفات ہیں۔ اگر ان کو ہر ناحیہ سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت میں تم نہیں پاتے ہو تو یہ تمہاری عقل کی نارسائی ہے۔ جن خصوصیات، اوصاف اور خلافت علی منہاج النبوۃ کو تم حضرات ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی اور علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی خلافت راشدہ اور ان کے اعلیٰ درجے کے اعمال تھے، انہیں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بھی من کل الوجوہ ڈھونڈ ھتے ہو اور اسے اسی حسن وخوبی اور فضل وکمال پر کما حقہ اور ہو بہو نہیں پا کر اسے خلافت راشدہ نہیں مانتے، بلکہ ہچکچاتے اور پیچھے ہٹ جاتے ہو تو خود بتاؤ کہ جو خلافت جن حالات اور جن کیفیات کے ساتھ اللہ کے رسول ﷺ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف آئی تھی اور آپ سب سے پہلے امیر ہو کر خلیفہ کے لقب اور خطاب سے ملقب ہوئے تھے اور جن بنیادوں اور جن کمالات کے ساتھ مومنین کی رہنمائی اور ان کی بھلائی کی تھی، کیا وہ سب ٹھیک ٹھیک، ہو بہو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ میں بھی موجود تھیں؟ جناب عمر فاروقؓ کی حضرت صدیق اکبر سے نسبتاً لمبی خلافت کے دور میں

اس شمارے میں

بدلِ اشتراک

سالانہ ________ ۱۵۰/روپے
فی شمارہ ________ ۷/روپے
پاکستان ________ ۵۰۰/روپے

بلاد عربیہ ودیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی-۱۱۰۰۰۶

ویب سائٹ www.ahlehadees.org
ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com
جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

خلافت راشدہ کے راستہ کے جو واضح خط وخال متعین ہوئے اور ہر ناحیہ سے خلافت راشدہ کے امتیازات،اوصاف،خصائل ومحامد اور آثر ونتائج ظاہر ہوئے اور اس کے لیے جو اصول وضوابط وضع کیے گئے، تنظیم وتنسیق، حسن ترتیب و انتظام اور تقسیمات عمل میں آئیں اور ہر طرح کے شعبہ جات قائم ہوئے وہ بذات خود خلافت راشدہ کی حقیقی صورت کو واضح کرنے اور خلافت راشدہ کو سمجھنے کے بنیادی اور حقیقی اصول وضابطے اور سانچے ہیں۔ دنیا کو مالیات واقتصادیات ،سماجیات، اخلاقیات وسیاسیات غرضیکہ ہر معاملے اور میدان میں ایک ایسے قابل عمل ترقی یافتہ نظام سے متعارف کرایا اور جس طرح منظم ومرتب طور پر سارے محکمے اور سارے ڈیپارٹمنٹ کے کام واعمال اور ذمہ داریاں عمدہ واعلیٰ طور پر انجام پائیں وہ ساری انسانیت اور رہتی دنیا کے لیے جہانبانی وحکمرانی اور امت اور انسانیت کے خیر وفلاح کے لیے اسوہ ونمونہ ہیں۔ یہ The hundred Influential Person (دنیا کے سو بڑے انسان) کی تلاش وتحقیق اور جستجو کے نتیجے میں سیدنا عمر کا انتخاب ہو، یا گاندھی جی جیسے تاریخ عالم اور قدیم ترین تاریخ ہند کے ماہر کے لیے کوئی چارہ کار نہیں کہ وہ اپنے ملک کی آزادی کے خواب کے ساتھ ہی خلافت راشدہ خصوصا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اصول خلافت اور سیاست کا نمونہ عمل درآمد لانے کی آرزو اور تمنا کریں۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ پر فوقیت رکھتی تھی۔نعوذ باللہ۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے یہ سارے کارنامے دراصل ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں استوار ہوئے اصول وضوابط کی ترتیب وتنظیم اور تحقیق کی شکل میں نمودار ہوئے تھے۔اس لیے کہ امت کے حالات اس فطری بلندی اور عروج وکمال پر اس درجے میں نہ رہ گئے تھے جس پر اللہ کے رسول ﷺ نے امت کو چھوڑا تھا۔ ان تنظیمات اور ترتیبات عسکری ومالی اور سیاسی حد بندیوں کی ضرورت ہی بتاتی ہے کہ اب اس کی ضرورت محسوس کی جانے لگی، باتیں وہی تھیں جو عہد صدیقی اور اس کی خلافت راشدہ میں تھیں بلکہ اس سے زیادہ نکھری ہوئی کہی جاسکتی ہیں، جو ہو بہو انہی خوبیوں کو برقرار رکھنے کے لیے تھیں جو عہد نبوی اور پھر عہد صدیقی میں پائی جاتی تھیں،مگر اس درجے کمال وجمال، حدت و شدت،قوت وکیفیت اور کمیت پر نہ رہیں جو کہ بلا ضوابط وقواعد اور بلا دیوان و ایوان کے بھی اعلیٰ درجے کی ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں تھیں۔ گو بفحوائے حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ سلم'' خیر القرون قرني ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم '' جو زمانہ رسول گرامی فداہ ابی وامی ﷺ کا تھا وہ کیا عہد صدیقی میں رہ گیا تھا؟ اور کیا عہد فاروقی میں عہد صدیقی والی کیفیت وحالت تھی؟ خود دیکھو تو پتہ چلے گا کہ مجالس مبارکہ نبوی میں دلوں، جسموں اور صفوں کی کیا کیفیت ہوتی تھی؟ وہاں سے ہٹتے ہی بال بچوں اور دیگر مجالس میں جا کر وہ خود جن کو رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا خطاب ملا تھا اپنے بارے میں کیسا محسوس کرتے تھے؟ اور وہ جن کی سچائی اور گہرائی علم وتقویٰ کی مثال نہیں بسا اوقات خود کیسے اعتراف اور برملا اظہار کرتے تھے کہ وہ ان کیفیات اور کمیات کو جو محسوس کر رہے ہیں۔ نفاق تو دل میں در نہیں آیا؟

آہ! ابھی انہوں نے قبر شریف پر مٹی ڈال کر ہاتھوں کی گرد جھاڑی نہیں کہ دلوں کی دنیا بدلتی ہوئی خود محسوس کی۔ کیا یہ احساس قوی اس صحبت کیمیا اثر اور بہتر از کون ومکاں سے محرومی پر ان کی قوت ایمانی کی ترجمانی نہیں کرتا کہ ہم اس پر کوئی حکم لگائیں؟

دراصل اس مرکز خیر وہدایت اور رحمت سے امت اور انسانیت جس قدر دور ہوتی گئی اسی قدر روز بروز عموما خیر سے بھی محروم و دور ہوتی گئی اور یہی بات،تفاوت اور امتیازات وکمالات خلفاء راشدین کے زمانے میں بھی موجود ہے۔ پھر حضرت حسنؓ میں ہی اسی مقدار و معیار خلافت کو کیوں کر ڈھونڈ ھتے ہو؟ اور سنو! اگر تمہیں ایسی بھلائی اور خلافت راشدہ کی کسب وکمائی اور رونمائی پر اصرار ہے تو جان لو کہ حضرت حسنؓ ریحان باغ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف بحیثیت خلیفہ راشد یہ کارنامہ ہزاروں رشد وہدایت اور کارناموں پر بھاری ہے جو آپ کی خلافت راشدہ کو درشاتا اور اس کا یقین دلاتا ہے، بلکہ ببانگ دہل اور شاہد عدل کہلاتا ہے جو آپ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت راشدہ سے دست برداری کی، ان کے حق میں ان سے صلح کر کے خلافت ان کو سونپ دی اور خود مستعفی ہوگئے اور مسلمانوں کو دنیا کی سب سے بدترین اور مسلمانوں کے لیے مہلک ترین چیز اختلاف، نفاق وشقاق،نزاع و خصام اور جدال وقتال ختم کر کے ایک شاہ راہ قوت واتحاد پر لا کھڑا کر دیا۔اس سال کو جس میں آپ نے خلافت سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبرداری کی، مسلمان رہتی دنیا تک بھلا نہیں سکتے، وہ اس تاریخی سال کو ''عام الجماعۃ'' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ وہ سال مسلمانوں کے لیے خارجی وداخلی سطح پر طویل ترین بیس سالہ بے نظیر دور خیر وسعادت، فتح وظفر، امن وشانتی ،سکون واطمینان، وئام وسلام، الفت ومحبت، حسن انتظام، فلاح و بہبود اور تعمیر وترقی کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔ یہ بیس سالہ دور حکومت اہل بیت اطہار، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام رحمہم اللہ اور جملہ مسلمین کے لیے اندرونی وبیرونی سطح پر جس اطمینان، چین وسکون، اخوت ومودت کا باعث ہوا، وہ اس پیمانہ پر ان سارے مواصفات اور خوبیوں اور امتیازات کے ساتھ پھر کبھی تاریخ اسلامی کے کسی بھی عہد میں انسانیت اور امت کو اس پیمانہ اور مومنانہ سطح پر دیکھنا نصیب نہ ہوا۔تم جانتے نہیں کہ یہ پانچویں خلیفہ راشد حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی

خلافت راشدہ کے آخری لمحات کے معجزات وکرشمات ہیں جس کے اثرات بیس سالوں میں ظاہر ونمودار ہوتے رہے اوراس کے اثرات تمام ادوار اسلامیہ میں مسلم ومحسوس اور معلوم رہے۔ خواہ اموی دور کا سیریا، روم اور قسطنطنیہ ہو یا دنیا کے مختلف خطے یا یورپ، اندلس اور افریقہ کی سرزمین، غرض جہاں کہیں کی بھی تہذیب وزبان ہووہ رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کی عربی زبان اور تہذیب میں رنگ گئی۔ جس کے اثرات آج بھی دنیاوکرۂ ارضی میں دیکھے جاتے ہیں۔ عباسی اور فاطمی دور سے آج تک سارے ادوار میں خلافت حسن رضی اللہ عنہ کے صرف ایک کارنامے کی برکات ہیں اور وہ ہے اس پیشنگوئی کی تکمیل اور ظہور، جو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دستبرداری اور صلح کاری کی صورت میں ہوئی۔ اس پیشنگوئی کو پڑھو اور سوسو جان سے فرمان رسول ﷺ پر قربان ہوئی اور اس سید شباب اہل الجنہ اور سید وسردار نوجوانان امت محمدیہ حضرت حسنؓ کی اس ادا پر فدا ہوتے رہو، تو آج بھی امت اپنی عظمت رفتہ کو پالے گی اور سارے جھمیلوں، مصائب ومشکلات، ابتلاء ومحن، شدائد، ظلم وعدوان اور بدظنی سے نکل کر فاتح عالم کہلائے گی کہ

جو دلوں کو فتح کر لے وہی فاتح زمانہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وہ اسلامی فتوحات دراصل حضرت حسن بن علیؓ پانچویں خلیفہ راشد کے کارنامہ فتح وصلح کی مرہون منت ہیں۔ سنو! سبط رسول اکرم ﷺ کے مصداق خوش خبری رسول ہونے کو اگر جانتے ہو تو تم بھی عملاً ایسے فرقوں میں بٹے ہوئے سنیوں اور شیعوں آپس میں باہم شیر وشکر ہو جاؤ۔ اس پیشن گوئی کے مصداق اور متبع وماجور تم بھی بن سکتے ہو کہ۔ ان ابنی هذا سيصلح الله به بين فئتين عظيمتين من المسلمين۔

خلافت کے معنی اور ملوکیت کا شاخسانہ یا فسانہ؟ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور شروع ہوا جو اپنی تمام تر خوبیوں، اسلام کی سربلندیوں اور اس کی ہمہ جہت فتح مندیوں اور وسعتوں کے باوجود اس منہاج النبوۃ اور خلافت راشدہ اور نیابت خلفاء پر کماحقہ پورا نہیں اترتا، پھر بھی اسلام اور مسلمانوں کے لیے یہ دور بڑا سنہرا اور انتہائی درجے کا پرامن اور داخلی وخارجی فتنوں سے مامون ومحفوظ تھا۔ علماء وفقہاء اور دیگر اعیان اسلام دین وایمان اور انسانیت کی خدمت کا کام زوروں پر کررہے تھے، خرخشے اور فتنے ختم ہو گئے تھے اور یہ بیس سالہ دور معاویہ رضی اللہ عنہ کے داخلی امن وشانتی، محبت واخوت اور بیرونی طور پر فتوحات اسلامیہ کا سنہری عہد تھا۔ ان کے بعد ملوکیت اور حکومت کی وراثت کا دور شروع ہوا جو مرور ایام اور مختلف داخلی وخارجی عوامل کی کارفرمائی کی وجہ سے ناگزیر تھا، جس میں سرچشمہ خیر سے روز بروز دوری کی پاداش میں قرن اول اور رعیل اول کی سی ایمانداری، دین داری، سادگی وپرکاری اور ایمان ویقین کی باد بہاری نہیں رہ گئی تھی۔

الغرض اب معاملہ خلافت راشدہ کا سا نہیں رہ گیا تھا۔ خلافت ونیابت تو وہی چل رہی تھی، مگر اپنی بہت سی خوبیوں اور امتیازات سے خالی بھی ہوگئی تھی۔ خلافت راشدہ ہمیشہ کے لیے چلی گئی یا خلافت ایسا قصہ پارینہ ہوگئی کہ اس کا تصور کیا ہی نہیں جاسکتا تھا، کا معاملہ نہ تھا بلکہ مسلسل خلافت حضرت حسن رضی اللہ عنہ تک تھی، لیکن ان چاروں پانچوں خلفاءؓ میں محصور اور اس کے بعد معدوم ہو کر نہیں رہ گئی تھی۔ خود حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے یزیدؒ اور پھر معاویہ بن یزید کے بعد مروان بن حکم اور عبدالملک بن مروان سریر آرائے تخت تھے اور ان کے بعد ان کے دولڑکے ولید بن عبدالملک اور سلیمان بن عبدالملک پھر خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیزؒ خلیفہ ہوئے، بعد ازاں پھر عبدالملک کے دو بیٹے یزید بن عبدالملک اور ہشام بن عبدالملک خلیفہ ہوئے۔ بنوامیہ کے چشم وچراغ تو حضرت معاویہؓ بھی تھے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز جن کو سلیمان بن عبدالملک نے متعین کیا تھا، بھی تھے۔ وہ اموی ہو کر بھی اور عہد بنوامیہ میں رہتے ہوئے بھی بالاتفاق خلیفہ راشد تھے۔ اس طرح حکومت کا مختلف طرز وطریقہ دنیا اپناتی رہے گی اور گاہے بگاہے خلافت راشدہ اور تجدید دین اور ترشید وتصحیح کا کام بھی ہوتا رہے گا۔ اصلاح امت ہوتی رہے گی۔ ”وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ“ (الانعام:۱۵۳)”اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کردیں گی اس کا تم کو اللہ نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگاری اختیار کرو۔“ برحسب توفیق وہمت عمل ہوتا رہے گا۔ عقائد وایمانیات اور عبادات میں منہاج النبوۃ پر عمل پیرا ہونے کے ساتھ امت پورے دین حتی کہ سیاسات منزلیہ ومدنیہ اور عالمیہ میں بھی حسب ہمت وتوفیق اور اصلاح وتجدید ہوتی رہے گی اور مصلح ومجدد بھی پیدا ہوتے رہیں گے۔ خلیفہ راشد کہلانے کے اہل بھی رہیں گے اور خلافت راشدہ کا عہد زریں بھی آباد رہے گا۔ حتى يرث الله الارض ومن عليها۔ کبھی یہ کام عام ہوگا، کبھی خاص خطے اور زمان ومکان میں ہوگا اور کبھی جور وظلم سے بھی دنیا بھرتی رہے گی۔ اس کے لیے دل وجگر تھام کر رسول رحمت ﷺ کی تعلیم، آپ کے عقیدہ ومنہج، کتاب وسنت اور سلف امت کی تابعداری اور اعتصام وتمسک کے ساتھ رجوع ہی واحد راستہ ہے۔ اور خلافت ایک امانت ہے۔ اسے امانت سمجھ کر کے ہی برتنا اور بیان کرنا چاہیے۔ اس کے علاوہ جتنے نعرے اور زور صرف کیے جائیں گے وہ اتنے ہی کھوکھلے، کمزور بلکہ خلافت

وامارت اسلامیہ اور انسانیت کے حق میں مضر ثابت ہوں گے۔آج ان نعروں، جوش وجذبہ، ولولہ انگیزیوں اور حوصلہ مندیوں بلکہ غوغائیوں،شورشوں اور شوروشر میں اصل حقائق مزید دبتے چلے جارہے ہیں جن بنیادوں پر مومنوں کی تعلیم، تربیت،تزکیہ اور تعمیر وترقی ہوتی تھی انہیں خاطر میں لایا بھی نہیں جارہا ہے۔اگر کوئی کہے بھی تو عام ملاحدہ اور دین بیزار جس طرح دین واسلام پسندوں کو قدامت پرست رفنڈامنٹلسٹ اور رجعت پسند اور چند عقائد کے علماء اور فرقہ کہہ کر نفرت دلاتے ہیں اور ڈور کو سلجھا رہے ہیں،لیکن سرا تو ملنے سے رہا۔لہٰذا منزل سے دوری ومہجوری ہوتی چلی جارہی ہے اور کہنے والے تنبیہ کررہے ہیں۔ پکار پکار کر آواز دے رہے ہیں کہ

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی
کیں راہ تو می روی بترکستان است

مصلحین امت،زعمائے اصلاح ،مفکرین اسلام اور سراب کے پیچھے بھاگنے والے بھائیوں کی بصد خلوص اور علی وجہ البصیرت و بصارت امام دارالہجرۃ حضرت امام مالک بن انس رحمہ اللہ کی بات کی طرف توجہ ضروری ہے۔’’ لا یصلح آخر هذه الامة الا بما صلح به اولها ‘‘۔یہ لوگ خلافت، شورائیت وغوغائیت، جمہوریت واشتراکیت،علمانیت اور رأسمالیت کو باور کرانے کے لئے ملوکیت کو بھیانک شکل میں پیش کرکے ڈرارہے ہیں۔اور نفرت وحسد کے بیج بوکر امت اور انسانیت میں اصلاح کے نام پر فساد دانستہ یانادانستہ پھیلارہے ہیں۔امت کو الجھارہے ہیں اور’’ وورث سليمان داؤد ‘‘ کو بھی بھلارہے ہیں۔خلافت کا کام صرف سیاست وخلافت کی لکیر بلا سمجھے پیٹنے سے نہیں ہوسکتا، بلکہ ہر معاملے میں اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن وحدیث کو اپنانے سے ہوگا۔آخری دور میں علامہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ سے جب حکومت اور اس کے القاب وآداب اور اختیارات واپس لے لیے گئے تو اپنوں اور غیروں نے حسب توفیق اور حسب ضمیر وظرف آہ وفغاں،غم واندوہ اور طنز وشماتت کی،مگر اس مرد قلندر ومجاہد اور دل کے دھنی کو اس کے آنے جانے سے ادنی بھی خلش کون کہے، احساس تک نہ ہوا، بلکہ واویلا اور غم وافسوس کرنے والوں پر تعجب وافسوس کا اظہار کیا اور ان کو احمق قرار دیا۔اور فرمایا:’’میں خطاب نوابی کو عقاب رب الارباب سمجھتا ہوں اور والا جاہی کو ایک سبب ہلاکت یوم الحساب‘‘

ایک دوسری لکھتے ہیں:’’بے وقوف لوگ خیال کرتے ہوں گے کہ دنیا میں ان عوارض کی وجہ سے ایک طرح کی خفت مجھ کو لاحق ہوئی۔اگر خدانخواستہ کام سے علاحدگی اور انتزاع خطاب جو ایک امر اضافی تھا نہ وصف ذاتی اور نہ مابہ الفخر ان بندگانِ شکم اور خدام دینار ودرہم کے نزدیک ایک فضیحت وذلت ہے تو میرے لئے اس کے جواب میں یہ فقرہ کسی عالم عاقل کی کفایت کرتا ہے ’’’’ذليل الدنيا خير من ذليل الآخرة ‘‘(مآثر صدیقی:ص۱۷۳)

تکلف سے بری ہے حسنِ ذاتی

کسی نے سچ کہا ہے:

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

دنیا کے ان مناصب وکراسی اور جاہ وحشمت اگر کوئی چیز اور اس کی کوئی حیثیت ہے تو کل یہ ہے کہ جسے عربی شاعر نے یوں بیان کی ہے۔

ان المناصب لا تدوم لواحد
ان كنت تنكر ذا فاين الاول
فاغرس من الفعل الجميل فضائلا
فاذا عزلت فانها لا تعزل

منصب وکرسی ہمیشہ کسی کے پاس نہیں رہتی۔اگر تم اس حقیقت کے انکاری ہو تو بتاؤ کہ تم سے پہلے کے منصب دار لوگ کہاں گئے؟اس لیے اپنے اندر بہترین اعمال واخلاق کے گل بوٹے لگاؤ،اس لیے کہ اگر تم عہدہ ومنصب سے معزول بھی کردیے گئے تو یہ اخلاق عالیہ واعمال جمیلہ تم سے الگ نہیں ہوں گے۔تمہارے اخلاق وکردار کی کیاریاں مہکتی رہیں گی۔

خلفائے راشدین اور دیگر امراء وسلاطین اور اصحاب منصب وجاہ جن کے حصے میں عارضی سروری وسرداری آئی اور انھوں نے اپنے مالک ومختار اللہ جل شانہ اور مخلوق کے حقوق کی ذمہ دار نبھائی انھیں کو منصب مبارک ہوا۔حتی کہ بعضے وہ حکمراں اور منصب دار جو گرچہ ایمان کی دولت سے محروم رہے،انھوں نے بھی دنیاوی طور پر ہی سہی نیک نامی کے سزاوار ہوئے۔

قارون ہلاک شد کہ چہل خانہ گنج داشت
نوشیرواں نمرد کہ نام نکو گذاشت

اور ہم جن کی باتیں کررہے ہیں وہ تو صاحب ایمان اور تابع فرمان مالک انسان وجان تھے۔اور خلافت وامارت اور ملوکیت کے اس قدر جیسے بھی مکلّف تھے کہ وہ اپنا کام تمام کرگئے۔ہم تو ان کے لئے یہی کہیں گے کہ اللہ ان کے حسنات اور مجہودات کو قبول فرمائے اور تقصیرات کو اپنے عدل وانصاف اور عفو وکرم کی میزان اور رحمت تلے معاملہ فرمائے۔رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ .

مولانا خورشید عالم مدنی، پٹنہ

(پہلی قسط)

دین اسلام کا روشن قانون - امانت

امانت اسلام کا روشن قانون اور انسانی زندگی کا سنہرا اصول ہے۔ یہ قیمتی اثاثہ اور انمول رتن ہے۔ یہ انسان کی عظمت وسعادت کا راز وعنوان ہے اور اس کی تکریم کا وصف عظیم ہے۔ اس کے مقام بلند کے سبب اس کا بوجھ اٹھانے سے آسمان وزمین اور پہاڑ سب قاصر رہ گئے۔ إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَن يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُوماً جَهُولاً (احزاب:72)

مفہوم امانت: ہمارے معاشرے میں امانت کا مفہوم صرف یہ سمجھا جاتا ہے کہ کسی قابل اعتماد شخص کے پاس روپیہ پیسہ، زیور کو بطور امانت رکھنا، حالانکہ یہ اس کا سطحی مفہوم ہے۔ غور کریں اللہ نے جس امانت کو آسمان وزمین پر پیش کیا۔ کیا وہ سونے چاندی کی امانت تھی؟ نہیں ہرگز نہیں۔ معلوم ہوا کہ اس کا مفہوم بڑا وسیع ہے اور اس کی مختلف تفسیریں کی گئی ہیں لیکن اس کا سب سے واضح مفہوم یہ ہے **العمل لکل ما فیه لله طاعة و اجتناب لکل ما فیه مخالفة و عصیان لله سبحانه** اللہ کے وہ تمام اوامر واحکام جن کی اطاعت وادائیگی بندوں پر لازم ہیں، وہ امانت ہیں۔ اسی طرح ان تمام اعمال سے اجتناب کرنا جن کے کرنے سے اللہ کی مخالفت ونافرمانی ہوتی ہے، امانت ہے۔ گویا اللہ کے اوامر کی ادائیگی اور نواہی سے اجتناب کا نام امانت ہے۔

اس کے وسیع مفہوم میں تمام احکام شرعیہ، تمام فرائض وسنن داخل ہیں، وہ سب امانت ہیں۔ اسی طرح انسان کی تمام دینی، اخلاقی، سماجی، تعلیمی اور اقتصادی ذمہ داریاں بھی شامل ہیں، ان سب پر امانت کا اطلاق ہوگا۔

تمام عبادتیں امانت ہیں۔ یعنی نماز، روزہ، حج، زکوۃ، یہ اللہ کی امانت ہیں۔ ان تمام کو اپنے وقت پر اور پورے ارکان وشروط کے ساتھ ادا کرنا، امانت ہے۔ اسی طرح وضو، غسل جنابت بھی امانت ہیں۔

1) حقوق اللہ میں سب سے بڑی امانت توحید ہے۔ عبادت میں اللہ کو تنہا سمجھنا اور صرف اسی کی خالص عبادت کرنا، شرک واہل شرک سے اعلان براءت و بیزاری کرنا۔ اسی توحید کی خاطر کعبہ کی تعمیر ہوئی اور انبیاء کی بعثت ہوئی اور یہ کائنات سجائی گئی ہے۔ اور سب سے بڑی خیانت شرک ہے، یہ ظلم عظیم ہے۔ اللہ اور اس کے رسول سے خیانت ہے جس سے منع کیا گیا ہے لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ (انفال:27) ''لوگو! اللہ اور رسول کے ساتھ خیانت نہ کرو''۔ زندگی کے تمام شعبے میں سنت مصطفیٰ کو تھام لینا یہ امانت ہے اور بدعت کی کھائی میں گر جانا یہ تو خیانت ہے لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ (انفال:27)

2) اعضاء وجوارح امانت ہیں۔ جیسے زبان، اسے جھوٹ، غیبت، تہمت لگانے سے محفوظ رکھنا اور اس کا تلاوت وذکر واذکار میں استعمال کرنا یہ اس امانت کی حفاظت ہے۔ کان کو گانا سننے سے، آنکھ کو فلم دیکھنے سے، پاؤں کو غلط راستے پر چلنے سے بچالینا، یہ اس امانت کے ساتھ انصاف ہے۔ شرمگاہ کی حفاظت امانت ہے۔ آنکھ کی قوت بینائی بھی اللہ کی دی ہوئی امانت ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ (غافر:19) ''وہ (اللہ) آنکھوں کی خیانت کو اور سینوں کی پوشیدہ باتوں کو (خوب) جانتا ہے''۔

اندازہ لگائیں اعضاء جسمانی میں کڈنی (گردہ) کتنی بڑی نعمت ہے۔ اسے جب کوئی خرابی لاحق ہوتی ہے تو اس کا ڈائلاسس کیا جاتا ہے، جس میں بڑے موٹے سوئی سے سرخ نلی سے خون نکالا جاتا ہے اور مشین کے ذریعے اسے صاف کر کے دوسرے گرین نلی سے داخل کیا جاتا ہے، اس عمل سے تکلیف بھی ہوتی ہے، پیسے بھی لگتے ہیں، چار گھنٹے لگتے ہیں اور ہفتہ میں یہ کام دو تین بار کیا جاتا ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے ہماری کڈنی اگر صحیح سالم ہے تو رب کا کتنا بڑا احسان ہے۔ چونکہ یہ گردہ دن رات میں چھتیس (36) بار خون کو صاف کرتا ہے اور اسے ہارٹ میں ریفر کرتا ہے، لیکن ہمیں کوئی تکلیف نہیں، بڑے آرام سے ہو جاتا ہے، پیسے نہیں لگتے، وقت نہیں لگتا، اس لیے اگر آپ نے ان اعضاء کا صحیح استعمال نہیں کیا اور اس کے ساتھ خیانت کر گئے تو یاد رکھیں إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْؤُولاً (اسراء:36) ''بیشک کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی ہے''۔

3) بیوی ایک امانت ہے۔ اسے پردے میں رکھنا، اس کی پاکدامنی کا خیال رکھنا، مردوں کی مجلسوں سے بچانا اور اس کی دینی واخلاقی تربیت، یہ امانت ہے۔ اور اسے بے پردہ بازاروں میں گھمانا، میرج ہالوں میں لے جانا، سنیما دکھانا، مزاروں کی سیر کرانا، یہ اس امانت کے ساتھ خیانت ہے، جس سے اللہ سے ڈرنا چاہیے۔

4) اولاد امانت ہے۔ اسے مسلمان بنانا، اس کے حقوق ادا کرنا اور اس زمانے میں اسے مرتد ہونے سے بچانا، یہ اس امانت کی تکریم ہے۔ کیا ہم نہیں دیکھتے کہ آج بہت ساری مسلم لڑکیاں غیر مسلموں کے ساتھ اور بہت سارے مسلم نوجوان غیر مسلم

لڑکیوں کے ساتھ شادیاں کر رہے ہیں، ان پر کنٹرول کرنا ہے۔حسن تربیت سے، بے پردگی، مخلوط تعلیم سے بچا کر اور نکاح کو آسان بنا کر وراثت میں ان کے حصے دے کر ہم اس وبا اور فتنے پر قابو پا سکتے ہیں۔ اگر آپ نے اس امانت کو ضائع کر دیا تو عند اللہ مسئول ہوں گے اور اس دنیا میں بھی ذلت وخواری سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔

5) عہدہ ومنصب امانت ہیں۔ اس پر کسی نالائق عزیز کو، رشتہ داروں کو فائز کر دینا، چونکہ وہ میرا داماد ہے اور میں مدرسے کا سکریٹری ہوں اس لیے بحال کر دیا۔ آج بہت سارے مدرسے جو بربادی کے دہانے پر ہیں، اس لیے کہ ہم نے اسے 'داماد العلوم' بنا دیا ہے۔ غریب قابل کو کنارہ لگا دینا، حق دار کو اس کے حق سے محروم کر دینا اور غیر مستحق کو کسی علمی و دینی عہدہ پر براجمان کر دینا، یہ خیانت ہے اور یہ قیامت کی نشانی بھی ہے۔ **قال فاذا ضيعت الأمانة، فانتظر الساعة، قال كيف اضاعتها؟ قال اذا وسد الأمر الى غير أهله فانتظر الساعة**'' (البخاری)

اس حدیث میں یہ خبر دی گئی ہے کہ نا اہل کو کسی اہم عہدے پر فائز کرنا، یہ خیانت ہے۔ پھر تو قیامت کا انتظار کرو۔

ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عہدے لائق و مناسب افراد کو دیے ہیں۔ حدیث ابی ذر غفاری **ألا تستعملني؟ قال يا أبا ذر انک ضعيف وانها أمانة وانها يوم القيامة خزی وندامة الا من أخذها بحقها وأدى الذي عليها فيها** (مسلم) ابوذر غفاریؓ نے جب عامل/گورنر بننے کی درخواست کی تو آپ نے واضح انداز میں فرمایا کہ یہ عہدے امانت ہوتے ہیں اور آپ کے اندر مطلوبہ صلاحیت نہیں ہے۔ جو لوگ اپنے عہدے کے ساتھ انصاف نہیں کرتے، انہیں قیامت کے دن ندامت ہوگی۔

6) مجلس کی باتیں امانت ہیں۔ ''المجالس بالامانۃ'' میٹنگ میں بیٹھے اور اس کے راز و نیاز کو دوسری جگہ شیئر کر دینا اور مجلس کی خفیہ باتوں کو طشت از بام کرنا، یہ خیانت ہے۔ ہاں اگر وہ مجلس شیطانی تھی، اس میں کسی کو ناحق قتل کرنے، کسی کی آبرو ریزی کرنے یا کسی کا ناجائز مال لینے کی سازش کی گئی ہے تو پھر دوسروں کو اس کی خبر کر دینی چاہیے۔

7) مستشار کو امین ہونا چاہیے۔ ''المستشار مؤتمن'' ایک شخص آپ کے پاس مشورہ لینے آیا یہ کہ معاملہ ہے گھر کا، زمین کا، بیوی کا، مقدمہ کا، ایسے موقع پر مشورہ دینے والے کو پوری امانت کا خیال رکھنا چاہیے اور پوری دیانت کے ساتھ اسے مشورہ دینا چاہیے۔ Misguide کر کے اس بیچارے کو پریشانی میں مبتلا نہیں کرنا چاہیے کیا دیکھتے ہو؟ ایف آئی آر (F.I.R) کر دیجئے بلکہ اسے سمجھانا چاہیے کہ وہ محلے کے چند بزرگوں کو بلا کر حل کر لیجئے۔ معاملہ نصح و خیر خواہی کا ہونا چاہیے۔ جیسا کہ مشورہ لینے ایک عورت آئی 'فاطمہ بنت قیس' تو آپ نے فرمایا **أما أبو جهم فلا يضع عصاه عن عاتقه وأما معاوية فصعلوك لا مال له انكحي أسامة بن زيد** (ابوداؤد: 2284) معاویہ تو محتاج ہیں اور ابوجہم سخت مزاج ہیں۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ اسامہ سے نکاح کر لیں۔

8) افشائے راز خیانت ہے۔ آپ کے علم میں کسی کا کوئی راز ہے تو اس کی حفاظت کیجئے۔ بہت سارے جوان سہاگ رات کے قصے بھی مزے لے کر بیان کرتے ہیں، لڑکیاں بھی اپنی سہیلیوں میں بیان کرتی ہیں۔ یہ میاں بیوی کا راز ہے **ان من أعظم الأمانة عند الله يوم القيامة الرجل يفضي الى امراته والمرأة تفضي اليه ثم ينشر سرها** (مسلم) اللہ کی نگاہ میں سب سے بڑی امانت یہ ہے کہ میاں و بیوی اپنی وصال کی باتیں دوسروں کو نہ بتائیں، انہیں ان باتوں کو چھپانا چاہیئے۔

امانت اور انبیاء اکرام: امانت کی اس عظیم صفت کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کا یہ خاص وصف قرار دیا ہے چنانچہ تمام نبیوں نے اپنی اپنی قوموں سے کہا إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ (شعراء: 143) ''میری قوم کے لوگو! میں تمہیں ایک معبود کی عبادت کی دعوت دیتا ہوں اور سن لو کہ میں تمہارا امانت دار رسول ہوں''۔

1) اللہ کے عظیم نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں، وہ ابھی نبی نہیں بنائے گئے ہیں لیکن حضرت شعیب کی دونوں بیٹیاں ان کے متعلق گواہی دے رہی ہیں یَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ (قصص: 26) ابا! ان کو اپنا مزدور رکھ لیں۔ میں نے ان کے اندر ایمانی قوت بھی دیکھی ہے اور جسمانی قوت بھی۔ ابا! یہ بڑے امین انسان ہیں، پاکیزہ نگاہ والے ہیں۔

2) یہ یوسف علیہ السلام ہیں جو کریم ابن کریم ہیں۔ جب ان کی عفت و پاک دامنی، امانت و استقامت بادشاہ مصر پر ظاہر ہوگئی، سوچا یہ وہ گوہر نایاب ہے، جو قسمت ہی سے کسی کو ملتا ہے بلایا اور کہا قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ (یوسف: 54) ''میں تم کو آج سے اپنی حکومت کا سب سے بڑا حاکم بناتا ہوں، اپنی ہر چیز کا ذمہ دار و امانت دار بناتا ہوں''۔

3) ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت سے سرفراز ہونے سے پہلے مکہ جہاں آپ پلے بڑھے، جوان ہوئے اس کی وادیاں، مکہ کے پہاڑ اور مکہ کے بازار سب جانتے اور پہچانتے تھے کہ یہ جوان رعنا یہ تو سب سے بڑا امین ہے، چنانچہ وہ جب آپ کو پکارتے تھے تو نام لے کر نہیں بلکہ الصادق الامین کہتے، جاء امینا کہتے تھے، انہیں آپ کی امانت پر بڑا فخر و ناز تھا، اس لیے ہجرت کی رات آپ کے پاس ان لوگوں کی بھی امانتیں تھیں، جو زہر آلود تلوار لے کر آپ کے گھر کا محاصرہ کیے ہوئے تھے، جو قاتلوں کے صف میں تھے اور جو آپ کو خاک وخون میں تڑپتا دیکھنا چاہتے تھے لیکن الصادق الامین نے اپنے ان جانی دشمنوں کے ساتھ بھی امانت سے کام لیا۔ علی

رضی اللہ عنہ کو بلایا، ان کی حوالے ان کی امانتیں کر دیں اور یہ تاکید بھی فرمائی کہ کل صبح سب سے پہلے ان لوگوں کی امانتیں ان کے حوالے کر دینا۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو ایک شب بستر پر کروٹیں بدل رہے ہیں، نیند آنکھوں سے دور ہو چکی ہے، ایسا لگتا ہے کہ ہمارے نبی کسی بڑے غم میں مبتلا ہیں۔ جب آپ سے پوچھا جاتا ہے **ما اسھرک یا رسول اللہ** آخر یہ بے خوابی کیوں ہے؟ کیوں آپ مضطرب ہو رہے ہیں؟ آخر بات کیا ہے؟ بات یہ تھی کہ ایک کھجور جو آپ کو بستر پر ملا اور اسے آپ کھا گئے۔ پھر خیال آیا کہ میرے اس حجرے میں صدقے کے کچھ کھجور رکھے ہوئے تھے، ایسا تو نہیں کہ میں نے صدقے کا کھجور کھا لیا، ارے وہ میرے لئے حلال نہیں، وہ تو میرے پاس امانت تھی، ارے میں تو ان کھجوروں کا امین تھا۔ ایسا تو نہیں کہ مجھ سے خیانت سرزد ہو گئی، اس احساس نے ان کو تڑپا دیا ہے۔ صرف ایک کھجور کی بات نہیں تھی۔ یہاں تو معاملہ امانت کا تھا، یہاں تو معاملہ کسی کی حق تلفی کا تھا۔ ارے معمولی خیانت بھی بڑے امینوں کی نگاہ میں چھوٹی نہیں بلکہ وہ خیانت ہوتی ہے۔

امانت اور ہمارے سلف: اور یہ ابو بکر صدیقؓ ہیں، جو خلیفہ بننے سے پہلے بھی تجارت کرتے تھے اور جب خلیفۃ المسلمین بن گئے تو حسب معمول کندھے پر کپڑے کا گٹھر لادے بازار جا رہے ہیں۔ حضرت عمر سے ملاقات ہو گئی، اب آپ کہاں؟ بازار جا رہے ہیں کہا **فمن أین اطعم عیالی** بچوں کو کہاں سے کھلاؤں گا" عمر نے کہا واپس چلیں ہم لوگ باہمی مشورے سے آپ کی کچھ تنخواہ مقرر کریں گے تاکہ آپ فری ہو کر امور خلافت انجام دیں۔ سالانہ رقم 250 دینار تنخواہ پر کام کرنے لگے۔ اپنی مدت خلافت میں انہوں نے تنخواہ کے نام پر آٹھ ہزار (8000) درہم لیا لیکن امت کے اس عظیم امین کی داستان امانت دیکھیں۔ موت سے پہلے یہ وصیت کر رہے ہیں۔ سنو! میرے مال سے آٹھ ہزار درہم لے کر اسے بیت المال میں جمع کر دینا اور وفات کے بعد جب قاصد یہ رقم لے کر عمرؓ کے پاس پہنچتا ہے، تو وہ رو پڑے **فبكى عمر وقال رحم الله ابا بكر لقد اتعب من بعده.**

اور یہ عمرؓ ہیں کہ جب انہیں نیزہ لگا، بیہوش ہو کر گر پڑے اور انہیں اپنی وفات کا احساس ہو گیا تو بیٹے عبداللہؓ کو بلایا اور کہا **انظر ما علی من الدین فحسبوه فوجدوه ستة وثمانين الفا قال فادعني هذا المال۔**

یہی عمرؓ بن خطاب ہیں جب ان کی رعایا سوتی تھی تو یہ جاگتے تھے۔ چنانچہ ایک شب آپ راؤنڈ پر ہیں۔ ایک آواز سنائی دیتی ہے "بیٹی جلد اٹھو، دودھ میں پانی ملا دو اور بیٹی سراپا احتجاج بن کر عمر کا اعلان یاد دلا رہی ہے اور ماں کے کہنے پر کہ کیا عمرؓ اسے دیکھ رہے ہیں؟ بیٹی جواب دیتی ہے کہ عمرؓ تو نہیں، عمرؓ کا اللہ دیکھ رہا ہے۔۔۔۔'' اس لڑکی کی بات اتنی پسند آئی، واقعی یہ بچی امانت دار ہے، پھر اس عالم خلوت میں اللہ سے ڈرنے والی اور امانت کا پاس ولحاظ رکھنے والی دوشیزہ سے اپنے لڑکے کی شادی کر دی۔

جب فارس کے دار السلطنت مدائن فتح ہوا اور بڑے قیمتی جواہرات سونے چاندی تقریباً اسی (80) ملیون سے زیادہ مال غنیمت جمع ہو گئے۔ قیمتی اموال لے کر قافلے آ رہے ہیں، جسے دیکھ کر مال غنیمت پر بھی تعجب اور لانے والے کی شان امانت پر بھی خوشی کا احساس ہو رہا ہے۔ یہ بڑے امین لوگ ہیں جنہوں نے مال غنیمت امانت دار ہاتھوں میں سونپا ہے۔ اس موقع پر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا **عففت فعفوا و لو رتعت لرتعوا** '' آپ امین ہیں اس لئے آپ کی رعایا بھی امانت دار ہے، اگر آپ خائن ہوتے تو یہ قوم وعوام بھی خائن ہوتی''۔

تاریخ کے ہر دور میں اللہ کے نیک بندوں نے حفظ امانت کے ایسے تابندہ نقوش چھوڑے ہیں جو انسانیت کے لئے باعث فخر وناز ہیں اور جن کی پیروی کے لئے ہمارے دل مچلتے ہیں۔ جب مدائن (دار السلطنت فارس) فتح ہو جاتا ہے۔ وہاں کے بڑے قیمتی خزانے صحابہ کو ہاتھ لگے۔ قبیلہ عبد القیس کا ایک گمنام شخص بڑا قیمتی سامان لے کر آتا ہے اور خازن کے حوالے کرتا ہے۔ ارے یہ کتنا قیمتی ہے؟ ایسا تو ہم لوگوں نے دیکھا ہی نہیں۔ لوگ اس اجنبی گمنام سے پوچھتے ہیں اس سے آپ نے کچھ لیا بھی ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ اگر معاملہ اللہ کا نہیں ہوتا تو تمہیں اس کی خبر بھی نہ ہوتی اور میں اسے غائب کر دیتا۔ لوگ پوچھتے ہیں کہ آپ کا نام کیا ہے؟ وہ پیکر اخلاص جواب دیتا ہے کہ میں نام نہیں بتاؤں گا ورنہ تم لوگ میری تعریف کرو گے اور تعریف تو صرف اللہ کے لیے ہے۔ جب وہ واپس ہوتا ہے تو لوگ اس کے پیچھے لگتے ہیں اور دوسروں سے اس کا نام پوچھتے ہیں، تب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس مومن وامانت دار کا نام عامر ہے اور اس کا تعلق فلاں قبیلے سے ہے۔

تاریخ کی وہ عظیم ہستی جس نے اپنے کارنماہائے امانت سے دنیا کو حیرت میں مبتلا کر دیا۔ وہ عمر بن عبد العزیزؒ ہیں جو خلافت کی باگ ڈور سنبھالتے اپنی دولت و جائداد، بیوی کی دولت وزیورات اور اپنے خاندان بنی امیہ کے امراء کی دولت کو امانت کی عینک سے دیکھا اور تکمیل امانت کا حق ادا کر دیا، ساری دولتوں کو بیت المال کے حوالے کر دیا۔ وہ جو خلیفہ کی بیوی، بیٹی اور بہن تھی، اس کے زیورات وجواہرات کا کیا ٹھکانہ۔ ان سے کہتے ہیں یا تو اپنے تمام زیورات و مال وثروت بیت المال کے حوالے کر دیجئے یا میری زوجیت سے نکل جایئے؟ ایسا اقدام وہی شخص کر سکتا ہے جو اللہ ورسول کا وفادار امانت کا پاسدار ہوگا۔ پھر چند مہینوں میں اس تحفظ امانت سے اتنی برکتیں ظاہر ہوئیں، مال ودولت کی کثرت اور رعایا کی خوشحالی یہاں تک بڑھی کہ ان کے عمال اعلان کر رہے ہیں **این الغارمون؟ أين الناكحون؟ اين المساكين؟ اين اليتامى؟** وہ آئیں بیت المال سے اپنے حقوق لے جائیں لیکن زکوٰۃ کا کوئی لینے والا نہیں رہا۔ اس سال تو زکوٰۃ کی رقم غیر مسلموں میں تقسیم کر دی گئی۔

(بقیہ صفحہ ۱۳ پر)

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت عالم ومعلم

مولانا آصف تنویر تیمی

دین اسلام سراپا علم، ہدایت، اور روشنی کا پیغامبر ہے۔اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جوسب سے پہلی وحی نازل ہوئی اس کا تعلق تعلیم سے تھا۔آپ کے ذریعہ علم کا سوتا پھوٹا۔ پڑھنے لکھنے کا چلن عام ہوا۔علم ومعرفت اور صالح افکار وخیالات کی نیو رکھی گئی۔قرآن کریم میں تعلیم وتعلم سے متعلق درجنوں آیات ہیں۔

اللہ تعالی نے فرمایا:﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ﴾(فاطر: ۲۸)''اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں واقعی اللہ تعالی زبردست بڑا بخشنے والا ہے''۔اللہ تعالی نے فرمایا:﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ وَإِذَا قِيلَ انشُزُوا فَانشُزُوا يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴾(المجادلہ:۱۱)''اے مسلمانو!جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں ذرا کشادگی پیدا کروتو تم جگہ کشادہ کردو اللہ تمہیں کشادگی دے گا، اور جب کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہوجاؤ تو تم اٹھ کھڑے ہوجاؤ اللہ تعالی تم میں سے ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں اور جو علم دیئے گئے ہیں درجے بلند کردے گا، اور اللہ تعالی (ہر اس کام سے) جو تم کر رہے ہو (خوب) خبردار ہے''۔اللہ تعالی نے فرمایا:﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴾(الزمر: ۹)''بتاؤ تو علم والے اور بے علم کیا برابر کے ہیں؟ یقیناً نصیحت وہی حاصل کرتے ہیں جو عقل مند ہوں''۔

علم کی اہمیت کے پیش نظر اللہ تعالی نے اپنے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور معجزہ قرآن مجید عطا کیا، جو علم وہدایت کی سب سے اعلی کتاب ہے۔جس کی فصاحت سے عقل ودانش کو فرحت وسرور حاصل ہوتا ہے۔اس کی بلاغت سے قلوب واذہان کو تازگی ملتی ہے۔یہ کتاب لوگوں کو تعلیم وتعلم، فہم وفراست، تدبر وتامل، اور عقل وشعور کو کام میں لانے کی دعوت دیتی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک باحیات رہے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل میں تعلیم وتعلم کی قندیل روشن کرتے رہے۔انہیں پڑھنے لکھنے کی طرف آمادہ وترغیب دلاتے رہے۔

ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جو شخص کسی راستے میں حصول علم کی خاطر چلا ہو، تو اللہ تعالی اسے جنت کی راہوں میں سے ایک راہ پر چلائے گا۔اور بلاشبہ فرشتے طالب علم کی رضامندی کے لئے اپنے پر بچھاتے ہیں، اور صاحب علم کے لئے آسمانوں میں بسنے والے، زمین میں رہنے والے اور پانی کے اندر مچھلیاں بھی مغفرت طلب کرتی ہیں۔اور بلاشبہ عالم کی عابد پر فضیلت ایسے ہی ہے جیسے کہ چودھویں کے چاند کی سب ستاروں پر ہوتی ہے، بلاشبہ علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء نے کوئی درہم ودینار ورثے میں نہیں چھوڑے ہیں۔انہوں نے علم کی وراثت چھوڑی ہے۔جس نے اسے حاصل کرلیا اس نے بڑا نصیبہ پایا''۔ (سنن ابوداود، حدیث نمبر:۳۶۴۱، سنن ترمذی، حدیث نمبر:۲۶۸۲)

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا:''اللہ تعالی اس شخص کو خوش وخرم اور شاداب رکھے جس نے ہم سے کوئی حدیث سنی پھر اسے حفظ کیا اور یاد رکھا تاکہ اسے پہنچائے، بہت سے علم وفقہ کے حامل اپنے سے بڑھ کر زیادہ دانا اور فقیہ لوگوں کو پہنچاتے ہیں، اور بہت سے علم وفقہ کے حامل ایسے ہوتے ہیں جو در حقیقت دانا اور فقیہ نہیں ہوتے''۔ (سنن ابوداود، حدیث نمبر: ۳۶۶۰، سنن ترمذی، حدیث نمبر:۲۶۵۶)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد صحابہ کرامؓ کے درمیان پڑھنے لکھنے کا رواج بڑھا۔صحابہ کرامؓ میں کچھ ایسے تھے جو وحی مبارک، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط وپیغامات اور معاہدات کو لکھا کرتے تھے۔

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب آیت﴿ لَّا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴾(النساء:۹۵) نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اس آیت کو کندھے کی چوڑی والی ہڈی پر لکھنے کے لئے کہا۔اسی آیت کے نزول کے بعد صحابی رسول ابن ام مکتومؓ نے اپنی بصارت کی شکایت کی تو پھر اللہ تعالی نے یہ فرمایا:﴿ لَّا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ ﴾(النساء:۹۵)(صحیح بخاری، حدیث نمبر:۲۸۳۱، صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۸۹۸)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابہ کرام کو عربی کے علاوہ دیگر زبانوں کے سیکھنے کا حکم دیا۔جیسا کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو یہودیوں کی عبرانی زبان سیکھنے کا حکم دیا۔اس تعلق سے زید بن ثابت کہتے ہیں کہ میں نے محض پندرہ دنوں میں اس زبان میں مہارت حاصل کرلی۔لکھنے کا اور پڑھنے دونوں کا بھرپور ملکہ میرے اندر پیدا ہوگیا۔ (سنن ترمذی، حدیث نمبر:۲۷۱۵)

کچھ ایسے بھی صحابہؓ تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کے لکھنے کے شوقین تھے۔اس حوالے سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول بڑا مشہور ہے کہ ''ما من أصحاب النبی صلی الله علیه وسلم أحد أكثر حديثا عنه مني، الا ماكان من عبدالله بن عمرو؛ فانه كان يكتب ولا أكتب''۔(صحیح بخاری،

حدیث نمبر:۱۱۳)

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں جو کچھ سنتا تھا حفظ کرنے کے مقصد سے سب لکھ لیا کرتا تھا۔قریش نے مجھے ٹوکا، کہا: تم جو کچھ سنتے ہو سب کو لکھ لیتے ہو، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسان ہیں۔غصے اور خوشی میں بولتے ہیں۔(یعنی ان کی باتوں میں غصہ اور خوشی کی وجہ سے فرق پڑتا ہے) پھر میں آپ کی ساری باتوں کے لکھنے سے رک گیا، اور اس کا تذکرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو انہوں نے اپنی انگلیوں سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:" **اكتب، فوالذى نفسى بيده، ما يخرج منه الا حق**"۔(سنن ابوداود، حدیث نمبر: ۳۶۴۶)"لکھا کرو، قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس سے سوائے حق کے اور کچھ نکلتا ہی نہیں ہے"۔

فتح مکہ کے موقع سے ایک یمنی شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر اور آپ کی باتیں سنیں، ساتھ ہی اس نے آپ سے یہ فرمائش کی کہ صحابہ سے اس کے لئے تقریر نوٹ کرادیں۔آپ نے اس کی کو مان کر صحابہ کو کہا کہ اس کے لئے باتوں کو لکھ دیں۔(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: صحیح بخاری، حدیث نمبر:۲۴۳۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید خواہش رہتی تھی کہ مرد وخواتین، چھوٹے بڑے سب تعلیم یافتہ ہوں۔شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اس وقت میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی۔آپ نے کہا:' **لا تعلمين هذه الرقية النملة كما علمتيها الكتابة**" (سنن ابوداود، حدیث نمبر: ۳۸۸۷، سنن نسائی، حدیث نمبر: ۱۵۰۷)"تم اس نملہ(بچوں کی پسلیوں پر نکلنے والی پھنسیوں) کا دم کیوں نہیں سکھا دیتی ہو جیسے کہ اسے لکھنا سکھایا ہے"۔اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پتا تھا کہ شفاء رضی اللہ عنہ دم کرنا جانتی ہیں اور ان کے دم میں کسی قسم کی ممنوع چیز نہیں ہے۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: عورتوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: مرد حضرات ہمارے اوپر بازی لے گئے ہیں۔آپ خود سے ہمارے لئے ایک دن مقرر فرمادیں۔آپ نے ان کے لئے ایک دن خاص کردیا۔اس دن آپ انہیں وعظ ونصیحت کیا کرتے تھے۔ایک مرتبہ آپ نے دوران نصیحت ان سے کہا:" **مـــا منكن امرأة تقدم ثلاثة من ولدها، الا كان لها حجابا من النار**"۔"جو کوئی عورت تم میں سے (اپنے) تین (لڑکے) آگے بھیج دے گی تو وہ اس کے لئے دوزخ سے پناہ بن جائیں گے۔یہ سن کر ایک عورت نے کہا: اگر دو بچے بھیج دے؟ آپ نے کہا: ہاں! دو(کا بھی یہی حکم ہے)۔(صحیح بخاری، حدیث نمبر:۱۰۱، صحیح مسلم، ۲۶۳۳)

صحابہ کرامؓ حصول علم کی خاطر آپ کی رفاقت کے بڑے متمنی رہا کرتے تھے۔آپ کی مجالس علم میں شریک ہوتے اور آپ کے علم سے سیراب ہوتے۔عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:"میں اور میرا ایک انصاری پڑوسی دونوں اطراف مدینہ کے ایک گاؤں بنی امیہ بن زید میں رہتے تھے جو مدینہ کے(پورب کی طرف) بلند گاؤں میں سے ہے۔ہم دونوں باری باری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ایک دن وہ آتا، ایک دن میں آتا۔جس دن میں آتا اس دن کی وحی کی اور(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمودہ) دیگر باتوں کی اس کو خبر دے دیتا تھا اور جب وہ آتا تھا تو وہ بھی اسی طرح کرتا"۔واضح رہے کہ اس انصاری کا نام عتبان بن مالک تھا۔(صحیح بخاری، حدیث نمبر:۸۹، صحیح مسلم، حدیث نمبر:۱۴۷۹)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علمی: اللہ تعالی نے اپنے نبی کے علم ومعرفت کے بارے میں فرمایا:**﴿وَأَنزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا﴾**(النساء:۱۱۳)"اللہ تعالی نے تجھ پر کتاب وحکمت اتاری ہے اور تجھے وہ سکھایا ہے جسے تو نہیں جانتا تھا اور اللہ تعالی کا تجھ پر بڑا بھاری فضل ہے"۔

اللہ عزوجل نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو علم کا بہتا ہوا سوتا عطا کیا تھا۔فصاحت وبلاغت کے آپ امام تھے۔گزشتہ، آئندہ اور بہت ساری پیش آمدہ باتوں کی اطلاع اللہ تعالی نے آپ کو دے رکھی تھیں۔آپ کی رسالت ان سب چیزوں کو شامل تھیں جن کی انسان کو دنیا وآخرت میں ضرورت پڑتی ہے۔آپ کی وسعت علمی کے بارے میں ابوذر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث قابل توجہ ہے۔وہ کہتے ہیں:" **لقد تركنا محمد صلى الله عليه وسلم وما يحرك طائر جناحيه فى السماء الا ذكرنا منه علما**"۔"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہمیں چھوڑ کر گئے تو آسمان میں اپنے پروں سے اڑنے والا کوئی پرندہ ایسا نہ تھا جس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کچھ بتایا نہ ہو"۔(مسند احمد، حدیث نمبر:۲۱۳۶۱، اسنادہ ضعیف)

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" **أعطيت مفاتيح الكلم**" "مجھے مفاتیح الکلم دیئے گئے ہیں"۔(صحیح بخاری، حدیث نمبر:۶۹۹۸، صحیح مسلم، حدیث نمبر:۵۲۳)

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈھلنے کے بعد نکلے، ظہر کی نماز پڑھی، اس کے بعد منبر پر تشریف لائے، قیامت کا تذکرہ کیا، اس میں رونما ہونے والی بڑے بڑے واقعات کے بارے میں بتلایا، پھر کہا:" **من أحب أن يسأل عن شيء فليسأل، فلا تسألوني عن شيء الا أخبرتكم، ما دمت في مقامي هذا**"۔(صحیح بخاری، حدیث نمبر:۵۴۰، صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۳۵۹)"اگر کسی کو کچھ پوچھنا ہو تو پوچھ لے۔کیونکہ جب تک میں اس جگہ پر ہوں تو مجھ سے جو بھی پوچھو گے۔میں اس کا جواب ضرور دوں گا"۔

عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہو کر ہمیں وعظ فرمایا اور ابتدائے خلق کے بارے میں ہمیں خبر دی۔یہاں تک کہ جب جنت والے اپنی منزلوں میں داخل ہو جائیں گے اور جہنم والے اپنے ٹھکانوں کو پہنچ جائیں گے۔جسے اس حدیث کو یاد رکھنا تھا اس نے یاد رکھا اور جسے بھولنا تھا وہ بھول گیا"۔(صحیح بخاری، حدیث نمبر:۵۴۰، صحیح مسلم، حدیث نمبر:۲۳۵۹)

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک خطبہ دیا اور قیامت تک کوئی (دینی) چیز ایسی نہیں چھوڑی جس کا بیان نہ کیا ہو، جسے یاد رکھنا تھا اس نے یاد رکھا اور جسے بھولنا تھا وہ بھول گیا۔ جب میں ان میں سے کوئی چیز دیکھتا ہوں جسے میں بھول چکا ہوں تو اس طرح اسے پہچان لیتا ہوں جس طرح وہ شخص جس کی کوئی چیز گم ہوگئی ہو کہ جب وہ اسے دیکھتا ہے تو فوراً پہچان لیتا ہے''۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر:۶۶۰۴، صحیح مسلم،۲۸۹۱)

عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر رونق افروز ہوئے تو ہمیں خطبہ دیا یہاں تک کہ ظہر کی نماز کا وقت ہوگیا۔ آپ (منبر سے) اترے ہمیں نماز پڑھائی۔ پھر دوبارہ منبر پر رونق افروز ہوئے اور (آگے) خطبہ ارشاد فرمایا: یہاں تک کہ عصر کی نماز کا وقت ہوگیا۔ پھر آپ اترے نماز پڑھائی اور پھر منبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ دیا یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا۔ آپ نے جو کچھ ہوا اور جو ہونے والا تھا (سب) ہمیں بتادیا ہم میں سے زیادہ جاننے والا وہی ہے جو یادداشت میں دوسرے سے بڑھ کر ہے''۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر:۷۲۶۷)

ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' ان اللہ زوی لی الأرض، فرأیت مشارقھا ومغاربھا، وان أمتی سیبلغ ملکھا ما زوی لی منھا''۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر:۷۲۵۸) ''بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو لپیٹ دیا اور میں نے اس کے مشرق اور مغرب کو دیکھ لیا اور جہاں تک یہ زمین میرے لئے لپیٹی گئی عنقریب میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی''۔

ان تمام حدیثوں سے بات پورے طور پر واضح ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی علم سے نوازا تھا۔ آپ علم کے سمندر تھے۔ آپ کے علم کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا تھا۔ ساتھ ہی ان نصوص سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے معلمین واساتذہ کو بھی چاہئے کہ تدریس کا آغاز کرنے سے پہلے علم کے معتد بہ حصہ سے اپنے دامن مراد کو بھر لیں۔ سطحی علم سے طلبا وطالبات کے ذہن ودماغ کو پراگندہ کرنے کی کوشش نہ کریں۔ خاص طور سے اس زمانے میں جب کہ سوشل میڈیا کا فتنہ ہر طرف ہے۔ نیم عالم لوگوں کے دین وایمان کو خراب کررہے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت معلم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں تاکید کیا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معلم، ہادی، داعی الی اللہ، اور روشن چراغ بنا کر اس دنیا میں بھیجا ہے۔ ایک موقع سے آپ نے فرمایا: '' انما أنا لکم بمنزلة الوالد أعلمکم'' (سنن ابوداود، حدیث نمبر:۹، سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر:۳۱۳) ''میں تمہارے لئے اس طرح ہوں جس طرح اولاد کے لئے باپ ہوتا ہے''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' ان اللہ لم یبعثنی معنتا، ولا متعنتا، ولکن بعثنی معلما میسرا'' (صحیح مسلم،۳۶۹۰) ''اللہ تعالیٰ نے مجھے سختی کرنے والا اور لوگوں کے لئے مشکلات ڈھونڈنے والا بنا کر نہیں بھیجا، بلکہ اللہ نے مجھے تعلیم دینے والا اور آسانی کرنے بنا کر بھیجا ہے''۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو ایسی صاف ستھری اور واضح ہوا کرتی تھی کہ اگر کوئی ان کے حروف وکلمات کو شمار کرنا چاہتا تو بہ آسانی کرلیتا۔ (ملاحظہ ہو: صحیح بخاری، حدیث نمبر:۳۵۶۷)

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی بات بولتے تو اسے تین بار دہراتے تاکہ سننے والے پورے طور پر سمجھ لے۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر:۹۵)

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری طرح جلدی جلدی نہیں بولتے تھے بلکہ آپ ایسی گفتگو کرتے جس میں ٹھہراؤ ہوتا تھا، جو آپ کے پاس بیٹھا ہوتا وہ اسے یاد کرلیتا''۔ (سنن ترمذی، حدیث نمبر:۳۶۳۹)

معلوم ہوا معلّمی کا پیشہ عظیم ترین پیشہ ہے۔ اس کی شان اور عظمت کے لئے یہ کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول کو کائنات کے لئے معلم اکبر بنا کر مبعوث فرمایا۔ اس لئے معلمین کو ہرگز اپنے آپ کو حقیر اور معمولی نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ اس کے اعلیٰ مقام ومرتبے کو اپنے سامنے ہمہ وقت رکھنا چاہئے۔ اور ان اوصاف حمیدہ سے اپنے آپ کو مزین کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وتربیت کے وسائل: تاریخ انسانی میں کوئی ایسی شخصیت نظر نہیں آتی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ جانکار اور آپ سے زیادہ حکیم او ردانا ہو۔ آپ کی وسعت علمی، نکتہ فہمی، اور معرفت وآگاہی میں آپ کا حسن اخلاق، آپ کا لطف وکرم، آپ کی خوبصورت تربیت، تعلیم میں آپ کی نرمی، اور تواضع وخاکساری چار چاند لگاتی تھی۔ تعلیم وتعلم کے ان خوبصورت ابواب کے نمونے اور بہترین واقعات سے احادیث اور سیرت کی کتابیں بھری ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند وبالا ادب، انوکھے لطف وکرم، زبردست انداز گفتگو، شفقت ومحبت سے پر اسلوب تعلیم وتربیت کے چند نمونے کو آپ بھی سنیں۔ اور ان کی روشنی میں اپنے آپ کو ڈھالنے کی کوشش کریں اس لئے کہ بلا قدیم وجدید وسائل کے معرفت اور اس کے استعمال کے تعلیم وتربیت کے مقاصد کو پورا نہیں کیا جاسکتا ہے۔

تعلیم میں نرمی کا برتاؤ: معاویہ بن حکم السلمیؓ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ لوگوں میں سے ایک آدمی کو چھینک آئی تو میں نے کہا: یرحمک اللہ (اللہ تجھ پر رحم کرے) لوگوں نے مجھے گھورنا شروع کردیا۔ میں نے (دل میں) کہا: میری ماں مجھے گم پائے تم سب کو کیا ہوگیا؟ کہ مجھے گھور رہے ہو پھر وہ اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر مارنے لگے۔ جب میں نے انہیں دیکھا کہ وہ مجھے چپ کرا رہے ہیں (تو مجھے عجیب لگا) لیکن میں خاموش رہا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے، میرے ماں باپ آپ پر قربان! میں نے آپ سے پہلے

اورآپ کے بعد آپ سے بہتر کوئی معلم (سکھانے والا) نہیں دیکھا! اللہ کی قسم! نہ تو آپ نے مجھے ڈانٹا، نہ مجھے مارا اور نہ مجھے برا بھلا کہا۔ آپ نے فرمایا: ” ان هــــذه الصلاة لا يصلح فيها شيء من كلام الناس، انما هو التسبيح والتكبير وقراءة القرآن“ یہ نماز ہے اس میں کسی قسم کی گفتگو روا نہیں ہے، یہ تو بس تسبیح وتکبیر اور قرآن کی تلاوت ہے“۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر:۱۱۹۹)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے ایک کنارے بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے نماز پڑھی اور پھر حاضر ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”علیک السلام“ واپس جا اور دوبارہ نماز پڑھ، کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ واپس گئے اور نماز پڑھی۔ پھر (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آئے اور سلام کیا آپ نے فرمایا وعلیک السلام۔ واپس جاؤ پھر نماز پڑھو۔ کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ واپس گیا اور اس نے پھر نماز پڑھی۔ پھر واپس آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ آپ نے جواب میں فرمایا وعلیکم السلام۔ واپس جاؤ اور دوبارہ نماز پڑھو۔ کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ ان صاحب نے دوسری مرتبہ، یا اس کے بعد، عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے نماز پڑھنی سکھا دیجئے۔ آپ نے فرمایا: ”جب نماز کے لئے کھڑے ہوا کرو تو پہلے پوری طرح وضو کیا کرو، پھر قبلہ رو ہوکر تکبیر (تحریمہ) کہو، اس کے بعد قرآن مجید میں سے جو تمہارے لئے آسان ہو وہ پڑھو، پھر رکوع کرو، اور جب رکوع کی حالت میں برابر ہو جاؤ تو سر اٹھاؤ۔ جب سیدھے کھڑے ہو جاؤ تو پھر سجدہ میں جاؤ، جب سجدہ پوری طرح کرلو تو سر اٹھاؤ اور اچھی طرح سے بیٹھ جاؤ۔ یہی عمل اپنی رکعت میں کرو۔ قابل غور بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس صحابی کو بڑے پیار اور محبت سے نماز کا طریقہ سکھایا۔ اس صحابی کا نام خلاد بن رافع تھا“۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر:۶۲۵۱)

صحیح بخاری میں وارد وہ واقعہ بھی قابل عبرت وموعظت اور تعلیم وتعلم سے جڑے افراد کے لئے اہم ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں پیشاب کررہے ایک دیہاتی شخص کو پیار ومحبت سے منع کیا اور اسے دین سکھایا۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ”انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے“ ہم مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اس دوران ایک بدوی آیا اور اس نے کھڑے ہوکر مسجد میں پیشاب کرنا شروع کردیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں نے کہا: کیا کررہے ہو؟ کیا کررہے ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اسے (درمیان میں) مت روکو، اسے چھوڑ دو“۔ صحابہ کرام نے اسے چھوڑ دیا حتی کہ اس نے پیشاب کرلیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلایا اور فرمایا: ”یہ مساجد اس طرح پیشاب یا کسی اور گندگی کے لئے نہیں ہیں، یہ تو بس اللہ تعالی کے ذکر نماز اور تلاوت قرآن کے لئے ہیں“۔ (صحیح بخاری، ۲۰۲۵، صحیح مسلم، ۲۸۵)

(جاری)

(بقیہ صفحہ ۹ کا)

یہ عمر بن عبدالعزیزؒ ہیں جو بیت المال میں آیا ہوا سیب تقسیم کررہے ہیں۔ ان کا ایک تنہا بچہ آیا اور ایک سیب اٹھا کر کھانے لگا۔ انہوں نے بڑی سختی سے منہ سے چھین لیا۔ بچہ بلکتا ہوا ماں کے پاس پہنچا۔ ماں نے بازار سے سیب منگا کر اسے چپ کرادیا۔ عمر بن عبدالعزیزؒ گھر آئے تو سیب کی مہک محسوس کیا۔ کہا ارے سرکاری سیب تو گھر میں نہیں آگیا ہے۔ بیوی نے جب صفائی پیش کی تو فرمایا والله لقد انتزعتها من صبيتي وكانما نزعتها عن قلبي ولكن كرهت ان أضيع نصيبي من الله عز وجل بتفاحة من في المسلمين ”میں نے جب بچے سے سیب چھینا تو بچے سے نہیں۔ یقین مانو اپنے دل سے چھینا تھا لیکن مجھے یہ بات پسند نہیں آئی کہ ایک سیب کی وجہ سے اللہ کے سامنے اپنے آپ کو برباد کرلوں“۔ آہ! وہ کیسا زمانہ تھا اور کیسی تھی اس کی شام وسحر کہ خیر القرون کا ایک چرواہا بھی صدق وامانت وفکر آخرت کی صفت سے متصف اور خوف الٰہی سے لرزاں وترساں رہتا تھا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا گزر ایک گھاٹی سے ہوا۔ دیکھا ایک چرواہا بکریاں چرا رہا ہے۔ بعني شاة انا مملوك قل لسيدك اكلها الذئب فقال: أين اللــه کہا مجھ سے ایک بکری بیچو؟ اس نے کہا میں تو غلام ہوں۔ کہا ابن عمر نے ارے! آقا کو کہہ دینا بکری کو بھیڑیا کھا گیا ہے۔ یہ سن کر وہ چرواہا تیزی سے وہاں سے نکلا اور انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ”اللہ تو دیکھ رہا ہے“۔

آہ وہ زمانہ کیا ہوا جب میری آہ میں اثر تھا
یہی چشم ضوفشاں تھی، یہی دل یہی جگر تھا

فتح خیبر کے بعد پکے ہوئے کھجوروں کا تخمینہ لگانے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ساتھی عبداللہ بن رواحہ کو بھیجا تاکہ نصف کھجور کی قیمت یہودیوں سے وصول کرلیا جائے۔ یہودیوں کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے کہا اپنی بیویوں کے زیورات لے کر پہنچ گئے هـذا لک وخـفف عنا في القسمة ”اسے لے لیجیے اور تخمینہ میں ہماری رعایت کرتے ہوئے تھوڑی تخفیف کردیجئے“۔ صحابی رسول عبداللہؓ اس حرکت پر غضبناک ہو گئے بڑے خبیث ہو، رشوت دینے آئے ہو، یہ تو میری نزدیک حرام ہے۔ یہودیوں نے دیکھا کہ افسر رشوت خور نہیں ہے، وہ تو بہت ناراض ہو گئے۔ پوچھا آپ بڑے ناراض ہو گئے۔ کیا آپ Stemet میں انصاف کرسکیں گے؟ کہا: ہماری ناراضگی ہمیں انصاف کرنے سے نہیں روک سکتی۔ یہ سن کر یہودی پکار اٹھے بهـذا قامت السمـوات والارض ان ہی خوبیوں کی بنا پر اور اسی عدل وانصاف کی برکتوں سے آسمان وزمین قائم ہیں اور یہ صحابی رسول صفت امانت وعدل سے متصف ہیں جنہوں نے پوری امانت کے ساتھ بالکل Correct تخمینہ لگایا۔

☆☆☆

پل صراط کا سفر

نسیم احمد محمد سلیمان سلفی
صدر مدرس/ مدرسہ انوار العلوم، املو

قیامت کے روز حساب وکتاب کے مرحلہ کے بعد جہنم کے اوپر ایک راستہ بنایا جائے گا، جس کا نام پل صراط ہے۔ یہ راستہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہوگا۔ اس پل صراط سے تمام انسانوں کو گذرنا ہوگا۔ چاہے مومن ہو یا کافر۔ اس پل پر سے گذرے بغیر کوئی جنت کی منزل تک پہنچ ہی نہیں سکتا۔

جس کے متعلق جنت میں جانے کا فیصلہ ہوگا۔ وہ اس پل کو پار کر جائیں گے، اور جس کے متعلق جہنم میں جانے کا فیصلہ ہوگا وہ اس پر کو پار ہی نہیں کر پائیں گے جیسے ہی وہ پل پر سے گذرنا چاہیں گے۔ سیدھے جہنم میں گر جائیں گے۔ یہ پروردگار کا حتمی فیصلہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔

وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْماً مَّقْضِيّاً ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوا وَّنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيّاً (مریم:۷۱-۷۲)

ترجمہ: تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس کا جہنم پر سے گذر نہ ہو، تیرے پروردگار کا یہ قطعی فیصلہ ہے۔ پھر ہم متقی لوگوں کو بچالیں گے اور ظالموں کو اس میں گرا ہوا چھوڑ دیں گے۔

یہ پل صراط کا سفر بڑا دشوار گذار بڑا مشکل بڑا خطرناک ہوگا۔ پل صراط پر ہر طرف مکمل تاریکی ہوگی، راستہ اندھیرا کر دیا جائے گا، اور پل صراط کے نیچے جہنم ہوگی۔

ذرا غور کیجئے! جہنم کا غیض وغضب ہوگا، دہکتی ہوئی آگ ہوگی۔ بھڑکتے ہوئے شعلے ہوں گے۔ جہنم کے اگلتے ہوئے محل کے مانند بڑے بڑے انگارے ہوں گے۔ مختلف قسم کے نہایت زہریلے سانپ، بچھو اور اژدھے ہوں گے۔ آگ کا بستر، آگ کا لباس ہوگا۔ ہر طرح کا عذاب ہی عذاب ہوگا۔ پل صراط کے دونوں طرف ٹیڑھے ٹیڑھے کانٹے اور کٹیلے تار ہوں گے جو لوگوں کو ان کے گناہوں کے مطابق زخمی کریں گے اور کھینچ کر جہنم میں گرادیں گے۔

پل صراط سے گذرنے کا منظر اتنا ہولناک ہوگا کہ کسی کی زبان سے کوئی بات نہیں نکلے گی۔ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام بھی سلامتی کی دعا مانگیں گے۔ ہر نبی کہہ رہا ہوگا۔

اللھم سلم سلم اے اللہ بچالے، اے اللہ بچالے۔ تو ہمیں سلامتی عطا فرما۔ سوچئے۔ دوسروں کا کیا حال ہوگا؟

مسلمانوں ڈرو اللہ سے توبہ کرو ورنہ۔ گھسیٹے جاؤ گے چہروں کے بل نار جہنم میں۔

لیکن اہل ایمان اور متقی پرہیز گار لوگوں کو پل صراط پار کرنے کے لئے ایک نور دیا جائے گا۔ ایک روشنی دی جائے گی، کسی کو زیادہ روشنی دی جائے گی، کسی کو کم روشنی دی جائے گی۔ بعض مومن کو پہاڑ کے برابر روشنی دی جائے گی۔ بعض مومن کو کھجور کے درخت کے برابر روشنی دی جائے گی۔ سب سے کم درجے کی روشنی پاؤں کے انگوٹھے پر نشان کی شکل میں ہوگا۔ کیونکہ سب مومن تو ایک درجے کے ہوتے نہیں اس لئے روشنی میں تفاوت ہوگا۔

تمام مومن اپنے اپنے ایمان کی روشنی میں کوئی جلدی پار کرے گا، کوئی دیر میں پار کرے گا۔ بعض مومن بجلی کی تیزی کی طرح پل صراط کو پار کر جائیں گے۔ بعض مومن پلک جھپکتے ہی پار کریں گے۔ بعض مومن ہوا کی رفتار سے گذر جائیں گے۔ کوئی تیز آدمی کی چال سے گذرے گا۔ جس شخص کو سب سے چھوٹا نور دیا جائے گا وہ ایک بار روشن ہوگا اور ایک بار بجھے گا۔ جب روشن ہوگا تو چلے گا، جب اندھیرا ہوجائے گا تو کھڑا ہوجائے گا۔ اسی طرح گرتا پڑتا چلتا رہے گا۔ اور پل صراط کو پار کرے گا۔

بعض مومن گرتے پڑتے، ٹھوکریں کھاتے جہنم میں گر جائیں گے۔ کوئی چند قدم چلیں گے کہ گر جائیں گے کوئی کچھ فاصلہ طے کریں گے کہ گر جائیں گے کوئی آدھا فاصلہ طے کریں کہ گر جائیں گے کوئی پل کو پار کرنے کے قریب ہوں گے کہ گر جائیں گے۔

پل صراط پر روشنی اور گذرنے کی رفتار کہاں سے ملے گی؟ یہ دنیا سے ملے گی۔ دنیا میں جتنی نیکی کریں گے جتنی عبادت کریں گے اور جس رفتار سے کریں گے۔ اسی کے مطابق پل صراط پر روشنی اور رفتار ملے گی۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ پل صراط پر آپ کی رفتار تیز ہو اور تیز روشنی ہو تو نیک کاموں میں، عبادتوں میں سستی اور لاپرواہی نہ کیجئے۔ رفتار کو بڑھائیے یہ فیصلہ آپ کے اوپر ہے۔

پل صراط پر مومن کی دعا: پل صراط پار کرتے ہوئے اہل ایمان اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ رہے ہوں گے۔

رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (تحریم:۸)

اے ہمارے رب ہمیں کامل نور عطا فرما۔ اور ہمیں بخش دے۔ یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اہل ایمان اللہ تعالیٰ سے کہیں گے۔ اے اللہ! جنت میں داخل ہونے تک ہمارے اس نور کو باقی رکھنا۔ اللہ تعالیٰ نور عطا فرمائے گا جس کی روشنی میں وہ جنت کا راستہ آسانی سے طے کرلیں گے۔

کفار ومنافقین جب دیکھیں گے کہ مومنین تو چلتے چلے جا رہے ہیں تو ان سے التجا کریں گے اور کہیں گے **قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُوراً** (الحدید:۱۳) جواب دیا جائے گا تم اپنے پیچھے لوٹ جاؤ۔ اور روشنی تلاش کرو، یعنی دنیا میں جاؤ ایمان اور عمل صالح کی پونجی لے کر آؤ، جس طرح ہم لائے ہیں، کیا دنیا میں کوئی آسکتا ہے؟ بالکل نہیں۔ ان کی تمنا دھری کی دھری رہ جائے گی۔

گنہ گار مومنوں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخلہ: پل صراط سے گذرتے ہوئے جو توحید پرست مومنین اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں گر جائیں گے۔ انہیں اللہ تعالیٰ کی اجازت سے جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی امت کا حال دریافت فرمائیں گے اور آپ کو معلوم ہوگا کہ بے شمار امتی جہنم میں ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ میں گر جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کر کے سفارش کی اجازت طلب کریں گے۔ لمبی مدت تک سجدہ میں رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کہے گا۔ **یا محمد! ارفع راسک وقل یسمع لک، وسل تعط، واشفع تشفع** ۔ اے محمد! اپنا سر اٹھائیں اور بات کریں، آپ کی بات سنی جائے گی۔ آپ سوال کریں، آپ کا سوال پوا کیا جائے گا۔ اور آپ شفاعت کریں، آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہیں گے: یارب امتی امتی اے میرے رب! میری امت، میری امت، تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جائے گا۔ **انطلق فمن کان فی قلبه مثقال حبة من برة او شعیرة من ایمان فأخرجه منها** جائیں اور دیکھیں جس شخص کے دل میں گیہوں یا جو کے دانے کے برابر ایمان ہو اسے جہنم سے نکال لیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جائیں گے اور ایسے لوگ جن کے دل میں جو کے دانے کے برابر ایمان ہوگا جہنم سے نکال کر جنت میں لے جائیں گے۔

پھر آپ کو بتایا جائے گا کہ ابھی تو ہزار ہا تعداد میں لوگ جہنم میں ہیں۔ آپ پھر سفارش کے لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہو جائیں گے۔ پھر کہا جائے گا اے محمد! اپنا سر اٹھائیں۔ اور بات کریں آپ کی بات سنی جائے گی، آپ سوال کریں، آپ کا سوال پورا کیا جائے گا اور آپ شفاعت کریں۔ آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ آپ کہیں گے: یارب امتی امتی اے میرے رب! میری امت میری امت، جواب میں کہا جائے گا۔ **انطلق فمن کان فی قلبه مثقال حبة من خردل من ایمان فاخرجه منها** ۔ جائیں اور دیکھیں۔ جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو اسے جہنم سے نکال لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رائی کے برابر ایمان والوں کو جہنم سے نکال کر جنت میں لے جائیں گے۔ آپ پھر دریافت فرمائیں گے۔ میری امت کے کتنے افراد ابھی جہنم میں ہیں، آپ کو بتایا جائے گا۔ ابھی تو ہزاروں امتی جہنم میں ہیں۔ آپ پھر اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ میں گر پڑیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے محمد! اپنا سر اٹھائیں اور بات کریں، آپ کی بات سنی جائے گی۔ آپ سوال کریں۔ آپ کا سوال پورا کیا جائے گا۔ اور آپ شفاعت کریں، آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ اجازت ملنے کے بعد۔ آپ کہیں گے اے رب! میری امت میری امت۔ آپ سے کہا جائے گا، جائیں اور دیکھیں جس شخص کے دل میں رائی کے دانے سے بھی کم۔ اس سے بھی کم اور اس سے بھی کم ایمان ہو اسے جہنم سے نکال لیں۔ آپ اپنی امت کے ان افراد کو بھی جہنم سے نکلوائیں گے جن کے دل میں رائی سے بھی کم درجہ کا ایمان ہوگا۔

چوتھی مرتبہ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے لئے سفارش کریں گے جنہوں نے ساری زندگی میں ایک بار لا الہ الا اللہ پڑھا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میری عزت وجلال کی قسم۔ میری عظمت وکبریائی کی قسم! جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہے۔ اسے میں خود جہنم سے نکالوں گا۔ جنتی لوگ اس آخری جماعت کو عتقاء الرحمٰن (رحمٰن کے آزاد کردہ) کہہ کر پکاریں گے۔ جہنم میں صرف وہی لوگ باقی رہ جائیں گے۔ جن کے لئے جہنم میں ہمیشہ رہنا واجب ہے۔

☆☆☆

تحریر: الشیخ/ابراہیم بن محمد الحقیل

سود کے نقصانات

ترجمہ: الشیخ/عبدالولی عبدالقوی

الحمد لله و الصلاة والسلام علی رسول الله و أشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريک له و أشهد أن محمدا عبده ورسوله و بعد:

فرد، خاندان، معاشرہ اورامت کی تعمیر کے لئے کمانا ضروری ہے اور کمانے کے لئے کام ضروری ہے اور کوئی بھی جائز وناجائز، اخلاقی یا غیر اخلاقی کام دوسروں کے ساتھ معاملات کئے بغیر ممکن نہیں ہے۔

اسلامی احکامات نہ تو اشتراکی نظریات کی طرح ہیں کہ جس نے شخصی ملکیت کو کالعدم قرار دیا، اس کے افراد کا خون کیا اور انھیں بے کاری اور بے روزگاری تک پہنچادیا اور نہ ہی راسمالی نظام کی طرح ہیں جو مالوں سے متعلق پوری آزادی فراہم کرتا ہے تاکہ طاقت ور کمزوروں کو ظلم وستم کی چکی میں پیستے رہیں اور کمزوران کے لئے غلام ونوکر اور مزدور کی حیثیت سے رہیں۔

ہرگز نہیں! اسلامی احکامات معاملات میں اشتراکی اور راسمالی نظام کی طرح نہیں ہیں، بلکہ اسلام نے شخصی ملکیت میں فرد کے حق اور معاشرہ کی ضرورت کے درمیان برابری رکھی ہے، جس کے ذریعہ لوگوں میں قربت، الفت ومحبت اور امن وامان پیدا ہوتا ہے، چنانچہ ایک فرد کو یہ حق دیا کہ حلال کمائی کے ذریعہ وہ اپنے مالوں کو بڑھائے اور تجارت میں جدت اختیار کرے، جب تک کہ وہ حلال کے دائرہ میں ہو اور اسی وقت اسلامی قوانین نے مالی خودمختاری، تجارتی ذخیرہ اندوزی اور غریب افراد اور ان کی مالی ضرورت کے ناجائز استعمال کے دروازوں کو بند کردیا اور بھلائی، قرض، صدقہ اور جائز مضاربت کے دروازوں کو کھولا۔

اس مختصر سے مضمون میں سود کے بعض گناہ اور اس کے دینی ودنیاوی نقصانات کو پیش کیا گیا ہے، یہ کبیرہ گناہ جو راسمالی دور میں عام اور منتشر ہے اور ایک عالمی مصیبت بن چکی ہے جبکہ سود دنیا کے ہر ملک میں دسیوں سال پہلے جب کہ علانیت ابھی منظر عام پر نہیں آئی تھی، ویسے ہی پھیل گئی تھی جس طرح خشک گھاس میں آگ پھیل جاتی ہے۔

انتہائی افسوس کی بات ہے کہ اس گھناؤنے جرم کے عام ہوجانے کی وجہ سے دلوں پر اس کا اثر ہلکا ہوگیا ہے، یہاں تک کہ دل اس سے اس قدر مانوس ہوگئے ہیں کہ اس کا انکار کرتے ہی نہیں، بلکہ ایسے دور میں جس میں باطل ہی حق بن چکا ہے، لوگ اسی پر عیب لگاتے ہیں جو سود جیسے گھناؤنے جرم سے منع کرتا ہے۔ **ولا حول ولا قوۃ الا باللہ**

اس گھناؤنے کبیرہ گناہ کے بارے میں جس شخص کا خیال یہ ہو کہ اس کے لئے کوئی نہ کوئی سبب اور وجہ جواز ضرور ہوگا، ہم کہتے ہیں آخر یہ وجہ جواز کن لوگوں کی جانب سے ہوگا؟ انھیں دستار بند علماء ہی کی جانب سے تو ہوگا، جو اسلامی تعلیم میں بڑی ڈگریوں کے حامل، اپنے ملکوں میں منصب افتا کی گدی پر جلوہ افروز ہیں۔

بہت سے معاملات جو کل تک حرام تھے، آج ان کے لئے شرعی رخصتیں پیدا کی جانے لگیں اور آہستہ آہستہ شدید حرمت سے ہلکی حرمت کی جانب پھر مشتبہ امور پھر اختلافی مسائل کی جانب پلٹتی رہیں جسے چند لوگ جائز قرار دیتے، لیکن اکثریت حرام ہی کا فتوی دیتی، پھر اس کے برخلاف اکثریت جائز قرار دیتی اور چند لوگ حرام کہتے، یہاں تک کہ آہستہ آہستہ اس کو حرام کہنے والوں کی آواز ہلکی پڑ جاتی اور پھر وہ حلال بن جاتے۔

ان معاملات کے جنگل میں بھٹکی ہوئی ایک بہت بڑی جماعت کی تسلی کے لئے جس کی راسمالی مشینری آئے دن دسیوں شکلیں نکالتی رہتی ہے، سود کے بہت سے مشہور ایوانوں نے - جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے اور صاف طریقہ سے سود کا اعلان کرتے ہیں - اس کی چوکھٹ پر پس وپیش حالت میں کھڑے لوگوں کو ان فتووں کے ذریعہ مطمئن کرنا چاہا ہے جو ان کے بعض طریقوں اور معاملات کو جائز قرار دیتے ہیں، وہ اس کے متعدد نسخے تیار کرتے، پھر لوگوں میں تقسیم کرتے اور فلک بوس سودی ایوانوں کی دیواروں پر لٹکاتے ہیں، بلاشبہ یہ مذاق کی بات ہے کہ ایک وہ شخص جو اللہ اور اس کے رسول سے کھلم کھلا جنگ کا اظہار کرتا ہے اس کی دلیل وہ فتوی ہو جسے اللہ اور اس کے رسول کی سنت کی جانب دعوت دینے والے ہاتھوں نے لکھا ہو۔!!

❁ سود کے دینی نقصانات: ۱۔سود یہود ومشرکین کے معاملات میں سے ہے:

دور جاہلیت کا ایک اہم مسئلہ اور ان کا مالی طرز عمل یہ تھا کہ وہ باہم سودی لین دین کرتے اور سودی ذرائع ہی سے مال کماتے تھے، اسی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ دیا، تو برسرعام ان سودی معاملات کے باطل قرار دئے جانے کا اعلان کیا، چنانچہ فرمایا:

"**ألا کل شیٔ من أمر الجاهلية تحت قدمي موضوع**" پھر فرمایا:"**و ربا الجاهلية موضوع و أول ربا أضع ربانا، ربا العباس ابن عبد المطلب، فانه موضوع کله**" خبردار! دور جاہلیت کی ہر چیز میرے دونوں قدموں تلے روندی گئی ہے (یعنی ان کو باطل اور کالعدم قرار دیا گیا ہے) پھر فرمایا: اور دور جاہلیت کا سود بھی میرے دونوں قدموں تلے روند دیا گیا ہے اور ہمارے سودوں میں سے سب سے پہلا سود جو میں چھوڑتا ہوں، وہ عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے،

اس لئے کہ وہ سب کا سب باطل اور کالعدم قرار دیا گیا ہے۔(مسلم الحج باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بروایت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ۱۴۷)

یہود سودی لین دین کرتے تھے یہاں تک کہ (دیگر جرائم و معاصی کے ساتھ) سودخوری بھی ان کے لئے آسمانی سزا کا ایک سبب بنی۔

جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:﴿فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُواْ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَن سَبِيلِ اللّهِ كَثِيراً وَأَخْذِهِمُ الرِّبَا وَقَدْ نُهُواْ عَنْهُ وَأَكْلِهِمْ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ مِنْهُمْ عَذَاباً أَلِيماً﴾ (النساء:۱۶۰-۱۶۱) جو نفیس چیزیں ان کے لئے حلال کی گئی تھیں، وہ ہم نے ان پر حرام کر دیں ان کے ظلم کے باعث اور اللہ تعالی کی راہ سے اکثر لوگوں کو روکنے اور سود جس سے منع کئے گئے تھے اسے لینے اور لوگوں کا مال ناحق مار کھانے کے باعث اور ان میں جو کفار ہیں، ہم نے ان کے لئے المناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''یعنی اللہ سبحانہ وتعالی نے انھیں سود سے منع فرمایا، لیکن انھوں نے اس کو لیا اور اس کو (حلال کرنے کے لئے) طرح طرح کے حیلے بہانے کئے اور قسم قسم کے شبہات پیدا کئے''۔(تفسیر ابن کثیر ۱/ ۸۸۹-۸۹۰)

یہودیوں نے آج تک اپنی پرانی عادت نہیں چھوڑی، چنانچہ دور حاضر میں سود کے سرغنہ اور اس کی اجنسیوں اور بینک چارجیز کے اصل مالک یہود ہی ہیں، انھوں ہی نے عالمی معیشت کو خراب کیا، حرام معاملات کو عام کیا، بہت سی کرنسیوں کے نرخ کو گرادیا اور بہت سی قوموں کو مفلس بنادیا۔

۲۔سودی معاملات کرنا اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرنا ہے:

قرآن کریم میں سود سے سخت ترین ممانعت وارد ہوئی ہے، جب کہ وہ ان بڑے نادر گناہوں میں سے ایک ہے کہ اس کے ارتکاب کو اللہ ورسول سے جنگ کہا گیا ہے:

اگر چور وڈاکو ہتھیار دکھلا کر، جانوں کو ہلاک کر کے، مالوں کو غصب کر کے، باامن لوگوں کو خوف زدہ کر کے اور ڈاکہ زنی کر کے اللہ تعالی سے جنگ کرتے ہیں، تو سودخور معاشرہ کو ہلاک کر کے، مالوں میں فساد برپا کر کے جو روئے زمین میں بگاڑ کا سبب ہوتا ہے اور مختلف طبقات میں ایک وسیع خلیج حائل کر کے اللہ تعالی سے جنگ کرتے ہیں، جس کے نتیجہ میں جرائم کی بہتات ہوتی، خوف بڑھتے اور امن کا بحران ہوتا ہے۔

سودخور غارت گروں کی طرح ہتھیار نہیں اٹھاتے اور نہ ہی زبردستی مال لیتے ہیں، لیکن مسکرا مسکرا کر غریبوں کے خون چوستے اور تھپکی دے دے کر لوگوں کے مال لوٹتے ہیں۔

سودخوری اللہ ورسول سے اعلان جنگ ہے، جو اپنی سنگینی میں غارت گروں کی جنگ کے مشابہ ہے، لیکن اس کا دائرہ غارت گروں کی جنگ سے کشادہ، زیادہ منظم اور از روئے فریب انتہائی زیادہ ہے، چنانچہ وہ اپنی اشاعت وقباحت میں ہتھیار اٹھانے اور زبردستی اموال لوٹنے سے کہیں زیادہ آگے بڑھا ہوا ہے۔

اللہ تعالی نے اس سے ڈراتے ہوئے فرمایا:﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ اتَّقُواْ اللّهَ وَذَرُواْ مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُواْ فَأْذَنُواْ بِحَرْبٍ مِّنَ اللّهِ وَرَسُولِهِ وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُؤُوسُ أَمْوَالِكُمْ لاَ تَظْلِمُونَ وَلاَ تُظْلَمُونَ﴾ (البقرۃ:۲۷۸-۲۷۹) اے ایمان والو! اللہ تعالی سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو، اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو اور اگر ایسا نہیں کرتے تو اللہ تعالی سے اور اس کے رسول سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ، ہاں اگر توبہ کر لو، تو تمھارا اصل مال تمھارا ہی ہے نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔

دونوں کبیرہ گناہ سود اور ڈاکہ زنی کے درمیان نقطۂ ارتباط یہ ہے کہ یہ دونوں گناہ خرابی امن اور روئے زمین میں ظہور فساد کا سبب ہیں۔

چنانچہ غارت گر ہتھیار دکھلا کر اموال پر قبضہ کرتا ہے اور بسا اوقات جانوں کو ہلاک کرتا ہے اور یہ روئے زمین میں بڑے فسادوں میں سے ایک ہے۔

اور سودی کاروبار کرنے والا ایک دوسرے طریقہ سے اموال لوٹتا ہے، جو معاشرہ کو فقر وفاقہ تک پہنچا دیتا ہے اور پھر یہیں سے مال کے حصول کے لئے جرائم کی بہتات شروع ہو جاتی ہے۔

اس شخص کے لئے خرابی ہی خرابی ہے جو اللہ تعالی سے جنگ کرے، حالانکہ کہ وہ اس کی زمین پر چلتا ہے، اس کا دیا ہوا رزق کھاتا ہے اور اس کے فضل وکرم سے عیش وعشرت کی زندگی گذارتا ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:''يقال يوم القيامة لآكل الربا : خذ سلاحک للحرب'' روز قیامت سودخور سے کہا جائے گا جنگ کے لئے اپنا ہتھیار لے لو۔(جامع البیان للطبری ۳/ ۱۰۸)

نیز عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ہی سے آیت کریمہ کی تفسیر میں مروی ہے، انھوں نے کہا:''فاستيقنوا بحرب من الله و رسوله'' اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کا یقین کرلو۔(جامع البیان للطبری ۳/ ۱۰۸)

اور بعض مفسرین کی رائے ہے کہ یہ آیت کریمہ سودخور کے برے خاتمہ کی جانب اشارہ کرتی ہے۔دیکھئے: محاسن التاویل للقاسمي ۱/ ۶۳

۳۔سودخوری میں نعمت مال کی ناشکری ہے:

سودی معاملات کرنے والے نے اللہ کے عطا کردہ رزق پر اکتفا کیا اور نہ ہی اس کی دی ہوئی نعمت کا شکر کیا، چنانچہ وہ مزید اور مال کا خواہش مند ہوا، گرچہ وہ گناہ کے راستہ سے ہی کیوں نہ ہو، پس وہ رب کی دی ہوئی نعمت کا ناشکرا ٹھہرا، لہذا اس کے مال کا انجام یہ ہوا کہ اللہ نے اس کی برکت ختم کر دی۔

جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:﴿يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللَّهُ لاَ يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ﴾ (بقرۃ:۲۷۶)

اللہ تعالی سود کو مٹاتا ہے اور صدقہ کو بڑھاتا ہے اور اللہ تعالی کسی ناشکرے اور گناہ گار سے محبت نہیں کرتا۔

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''یعنی اللہ تعالی دل کے ناشکرے اور قول وکردار کے گناہ گار کو پسند نہیں کرتا، اس آیت کریمہ کو اس وصف کے ساتھ ختم کرنے میں کوئی نہ کوئی مناسبت ضرور ہے، وہ مناسبت یہ ہے کہ سودی معاملات کرنے والا اس مال حلال سے راضی نہیں ہوتا جو اللہ نے اس کے حق میں تقسیم کر رکھا ہے اور حلال کمائی پر اکتفا نہیں کرتا جس کا اسے شرعا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ وہ لوگوں کے مالوں کو ناپاک کمائیوں کے ذریعہ غلط طریقہ سے کھانے کی کوشش کرتا ہے، اس طرح وہ اللہ کی عطا کردہ نعمت کا ناشکرا اور غلط طریقہ سے لوگوں کا مال کھانے کی وجہ سے ظالم وگناہ گار ہے''۔ (تفسیر ابن کثیر ۱/۴۹۳)

۴۔سودی معاملات سے ایمان میں خرابی پیدا ہوتی ہے:

ہر گناہ کے کام سے ایمان میں خرابی پیدا ہوتی ہے، چنانچہ گناہ جس مقدار کا ہو، اسی مقدار میں ایمان میں کمی پیدا ہوتی ہے، کیوں کہ ایمان نیکی کے کاموں سے بڑھتا اور گناہ کے کاموں سے گھٹتا ہے، جیسا کہ اس کی بابت تواتر کے ساتھ دلائل وارد ہوئے ہیں اور سلف صالحین اور بھلائی کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والوں کا یہی مذہب رہا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالی نے سود کے بارے میں فرمایا:﴿وَذَرُواْ مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾ (بقرۃ:۲۷۸)

اور جو سود باقی رہ گیا ہے، وہ چھوڑ دو، اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو۔

قاسمی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:''اللہ سبحانہ وتعالی نے اس آیت کریمہ میں واضح فرما دیا کہ سود اور ایمان دونوں اکٹھا نہیں ہو سکتے ہیں''۔

(محاسن التأویل ۱/۶۳۱)

۵۔سود افراد اور امتوں کی ہلاکت کا سبب ہے:

جہاں تک افراد کا تعلق ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کو نو اور پھر ایک دوسری حدیث میں سات ہلاک کر دینے والے کاموں میں شمار کیا ہے، جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو ڈرایا ہے اور ان سے بچنے کا حکم دیا ہے۔

رہا مسئلہ قومی پیمانہ پر اس کی ہلاکت خیزیوں کا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''ما ظهر في قوم الربا والزنا الا أحلوا بأنفسهم عقاب الله''

جس کسی قوم میں سود اور زنا عام ہو جائے، تو بلاشبہ انھوں نے خود اللہ کے عذاب کو اپنے اوپر مسلط کر لیا۔

یہ حدیث ان قوموں کے لئے اس گناہ سے باز آجانے کے لئے کافی ہے، جو اپنی معیشت کو بچانے کی خواہش مند رہتی اور حوادث ومصائب سے ڈرتی رہتی ہے۔

۶۔سود زنا سے بھی بڑا گناہ ہے:

سنت نبویہ میں ایسی احادیث وارد ہوئی ہیں جس نے اس گھناؤنے جرم کی حقیقت کو واشگاف کر کے رکھ دیا ہے اور اس کی سنگینی اور قباحت کو واضح کیا ہے جو اللہ اور دار آخرت پر ایمان رکھنے والے ہر شخص کو اس گناہ میں ملوث ہونا تو دور کی بات بلکہ اس کے قریب ہونے ہی سے روکتی ہیں۔

انھیں میں سے ایک عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''الربا ثلاثة و سبعون بابا أيسرها مثل أن ينكح الرجل أمه و ان أربى الربا عرض الرجل المسلم''

سود کے تہتر دروازے ہیں ان میں سے سب سے ہلکے درجہ کا سود گناہ میں اس طرح ہے جیسے کہ کوئی آدمی اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے اور سب سے بڑا سود کسی مسلمان کی عزت پر حملہ اور زبان درازی کرنا ہے۔

اسی طرح عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کی حدیث، انھوں نے کہا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''درهم ربا ياكله الرجل و هو يعلم اشد من ست و ثلاثين زنية'' کوئی آدمی جانتے بوجھتے سود کا ایک درہم کھالے، تو یہ ۳۶ مرتبہ زنا کرنے سے بھی بدترین گناہ ہے۔

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ''سود چھتیس بار زنا سے بھی زیادہ بدترین گناہ ہے'' اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ سود کا گناہ گناہوں میں سب سے بدترین ہے، کیوں کہ وہ گناہ جو زنا کے گناہ کے برابر ہو جو مذکورہ تعداد کی مقدار میں غایت درجہ قبیح اور بھیانک ہے، بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ہے، بلاشبہ قباحت میں حد سے آگے بڑھا ہوا ہے''۔ (نیل الاوطار للشوکانی ۶/۲۷۸)

جو شخص مذکورہ دونوں حدیثوں اور سنت نبویہ میں موجود ان کے شواہد پر غور کرے، تو اس کے سامنے یہ بات عیاں ہو جائے گی کہ تھوڑا سود زیادہ زنا سے بھی بڑا گناہ ہے، حالانکہ کہ زنا میں دین ودنیا کی خرابی ہے، اللہ نے اس کا نام بے حیائی اور بری راہ رکھا ہے اور اس کے قریب پھٹکنے سے منع فرمایا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا:﴿وَلاَ تَقْرَبُواْ الزِّنَى إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاء سَبِيلاً﴾ (الاسراء:۳۲)

خبردار! زنا کے قریب بھی نہ جاؤ، کیوں کہ وہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت ہی بری راہ ہے۔

شریعت اسلامیہ نے زنا تک پہنچانے والے راستوں کو حرام قرار دیا، اور اس کے تمام تر دروازوں کو بند کر دیا، اس میں زنا کردہ عورت کے شوہر، اس کے والدین اور اس کے خاندان کے ساتھ بہت بڑی خیانت ہے، نیز زنا اخلاقی بگاڑ، شرم وحیا کے اضافہ، نسب کے گڈمڈ ہونے، بیماریوں کے پھیلنے، شکوک وشبہات کے پیدا ہونے اور شوہر کے اپنی زانیہ بیوی سے پیدا شدہ اولاد کی نسبت اپنی جانب کرنے سے اظہار براءت کرنے اور اس پر اس سے لعان کرنے کا سبب ہے، اور بسا اوقات شوہر کو اپنی ان اولاد کے بارے میں بھی شک ہونے لگتا ہے جو اس کی بیوی کے بطن سے زنا سے پہلے پیدا ہوئے تھے اور ان کے علاوہ بہت سی عظیم خرابیاں ہیں، جن کا لازمہ یہ ہے کہ شادی شدہ زنا کاروں کی حد یہ قرار پائے کہ انھیں روح نکلنے تک سنگسار کیا جائے۔

اور غیر شادی شدہ کی حد یہ قرار پائی کہ اسے سو کوڑے لگائے جائیں اور ایک سال کے لئے شہر بدر کر دیا جائے اور ان کی گواہی غیر قابل قبول قرار دی جائے اور انھیں فاسق گردانا جائے الا یہ کہ وہ توبہ کر لیں۔

اور زانی مردوں اور عورتوں کا (مرنے کے بعد سے لے کر قیامت تک) برزخی عذاب یہ ہوگا کہ انھیں دہکتے ہوئے تنور میں داخل کیا جائے گا جس میں ان کے جسم جل بھن جائیں گے۔

مذکورہ تمام اضرار و مفاسد کے باوجود سود کا ایک درہم چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے بھی زیادہ بدترین ہے۔ جب سود کے ایک درہم کا یہ حال ہے، تو ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو ہزاروں، لاکھوں اور اربوں کی مقدار میں سود کھاتے ہیں؟

اس شخص کے لئے کتنے ہی خسارہ کی بات ہے جس نے اپنی تجارت کی بنیاد ہی سود پر رکھی ہے اور جس کی کمائی سود کے ناپاک فائدوں سے ہے اور جس کی ملازمت ہی سود لکھنے یا سود کا پرچار کرنے یا سودی ادارہ کی پہرہ داری کرنے کی ہے۔

اس جسم کا کیا انجام ہوگا جو سودی مال ہی سے پلا بڑھا ہے اور وہ بچے جنھیں سود کی ناپاک کمائی ہی کھلائی گئی ہے اور ان کے جسموں کی غذا سودی مال ہی بنے ہیں، تو ان بچوں کا کیا گناہ ہے کہ ان کے جسم حرام مال سے پروان چڑھیں؟

۷۔ سودی معاملات کرنے والے کو قبر میں اور قبر سے اٹھتے وقت عذاب دیا جائے گا:

سود ایک ایسا معاملہ ہے کہ جملہ آسمانی شریعتوں نے اسے حرام قرار دیا ہے اور اس کے لینے اور دینے والے دونوں (گناہ میں) برابر ہیں۔

سود خور بروز قیامت اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ وہ اپنے جنون میں باولا ہو چکا ہوگا۔

جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لاَ يَقُومُونَ إِلاَّ كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ﴾ (البقرة:۲۷۵)

سود خور لوگ نہ کھڑے ہوں گے مگر اسی طرح جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھو کر خبطی بنا دے۔

سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: "يبعث آكل الربا يوم القيامة مجنونا يخنق"

سود خور کو بروز قیامت اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ وہ دیوانہ ہوگا، اپنا گلا گھونٹ رہا ہوگا۔

وہب بن منبہ رحمہ اللہ تحریر فرما ہیں:

''مقصود یہ ہے کہ جب لوگوں کو ان کی قبروں سے اٹھایا جائے گا، تو انتہائی تیزی کے ساتھ نکل کھڑے ہوں گے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعاً كَأَنَّهُمْ إِلَى نُصُبٍ يُوفِضُونَ﴾

''جس دن یہ قبروں سے دوڑتے ہوئے نکلیں گے گویا کہ وہ کسی جگہ کی طرف تیز جا رہے ہیں'' (المعارج:۴۳)

سوائے سود خوروں کے، وہ چلنے کے لئے کھڑے ہوں گے، پھر گر جائیں گے جس طرح وہ لوگ کھڑے ہوتے ہیں جسے شیطان نے چھو کر باولا کر دیا ہو، ایسا اس وجہ سے ہوگا کہ انھوں نے دنیا میں سود خوری کی، تو اللہ تعالی نے قیامت کے دن ان کے پیٹوں میں اس کو زیادہ کر دیا، جس کی وجہ سے وہ بوجھل ہو گئے، چنانچہ وہ کھڑے ہوں گے، لیکن گر جائیں گے، تیز چلنا چاہیں گے لیکن نہیں چل سکیں گے۔'' (التفسیر الکبیر للرازی ۷/۹۷)

اس معنی کی تائید ایک مرفوع حدیث سے ہوتی ہے جس میں ضعف ہے کہ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"أتيت ليلة أسري بي على قوم بطونهم كالبيوت فيها حيات ترى من خارج بطونهم فقلت: من هولاء يا جبرئيل ؟ قال : هولاء أكلة الربا"

جس رات مجھے معراج ہوئی میں کچھ لوگوں پر سے گذرا جن کے پیٹ مکانوں کے مانند تھے، ان میں سانپ تھے جو باہر سے نظر آتے تھے، میں نے کہا: اے جبرئیل، یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ سود خور ہیں۔

سود خور کا برزخی عذاب یہ ہوگا جیسا کہ خواب کی حدیث میں سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "فأتينا على نهر مثل – حسبت انه كان يقول : أحمر مثل الدم – و اذا في النهر رجل سابح يسبح و

اذا علی شط النهر رجل قد جمع عنده حجارة كثيرة، فياتی ذلک السابح الی ذلک الذی جمع الحجارة عنده فيفغر له فاه، فيلقمه حجرا حتی يذهب به سباحة الی الجانب الآخر" و ذكر فی تفسيره فی آخر الحديث أن ذلک السابح الناقل للحجارة آكل الربا." بالآخر ہم ایک نہر پر پہنچے-راوی کا بیان ہے کہ میرے خیال میں آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ اس کا پانی خون کی طرح سرخ تھا-نہر میں ایک آدمی تیر رہا تھا اور کنارے پر ایک آدمی موجود تھا، جس نے اپنے پاس بہت سارے پتھر اکٹھا کر رکھے تھے، جب تیرنے والا تیرتا ہوا اس کے پاس آتا جس نے پتھر جمع کر رکھے تھے اور منہ کھول دیتا، وہ شخص کھینچ کر ایسا پتھر مارتا کہ اس کے منہ میں داخل ہو کر اس کا لقمہ بن جاتا، چنانچہ وہ پھر تیرتا ہوا دوسری جانب چلا جاتا (لیکن گھوم کر پھر اس کے پاس دوبارہ پہنچ جاتا اور اپنا منھ کھول دیتا، پتھروں والا اس کے منہ پر اسی طرح پتھر مارتا) حدیث کے آخر میں اس کی تفسیر میں مذکور ہے کہ تیرنے والا شخص پتھروں کو منتقل کرنے والا سود خور تھا۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر ۷۰۴۷)

ابن ہبیرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"سود خور کو سرخ نہر میں تیرنے اور پتھر کو لقمہ بنانے کی سزا اس لئے دی گئی کہ سود کی اصل سونے میں جاری ہوتی ہے اور سونا سرخ ہے اور فرشتہ کا اس کے منھ میں پتھر ڈالنا اس بات کا اشارہ ہے کہ اسے کچھ بھی کفایت نہ کرے گا، یہی حال سود کا ہے کہ سودی معاملات کرنے والا سوچتا ہے کہ اس کا مال بڑھ رہا ہے جبکہ اللہ تعالی پیچھے سے اس کی برکت کو مٹا رہا ہوتا ہے"۔

(فتح الباری لابن حجر ۱۲/ ۳۶۵، اس میں عبارت اس طرح ہے" و الله من وراء ه محقه" شاید یہ طباعت کی غلطی ہے)

۸۔سودی معاملات کرنے والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ملعون ہے:"عن جابر بن عبد الله رضی الله عنهما قال: لعن رسو ل الله ﷺ آكل الربا و موكله و كاتبه و شاهديه و قال: هم سواء"

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، کھلانے والے، لکھنے والے اور اس پر گواہ بننے والوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا: کہ گناہ میں یہ سب برابر کے شریک ہیں۔ (صحیح مسلم حدیث نمبر ۱۵۹۸)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"اس حدیث میں وضاحت ہے کہ سودی کاروبار کرنے والوں کے باہمی عہد و پیمان کا لکھنا اور اس پر گواہ بننا حرام ہے، بلکہ اس حدیث کی بنا پر ہر غلط کام میں کسی بھی طرح سے مدد حرام ہے"۔ (شرح النووی علی صحیح مسلم ۱۱/ ۳۷)

امام صنعانی رحمہ اللہ قمطراز ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ لوگوں پر رحمت الہی سے دوری کی دعا کی ہے جو مذکورہ لوگوں کے گناہ گار ہونے اور مذکورہ کاموں کے حرام ہونے کی دلیل ہے اور اس کے کھانے کو خاص اس لئے کر دیا گیا کہ سود کی زیادہ تر نفع خیزی اس کے کھانے ہی میں ہے، ورنہ دیگر سودی منفعتیں بھی گناہ میں اسی طرح ہیں"۔ (سبل السلام ۵/۱۰۹) اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمیں صحیح راستہ پر چلائے، سود اور دیگر حرام امور سے اجتناب کی توفیق بخشے۔آمین

☆☆☆

(جماعتی خبر کا بقیہ)

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے ۲۸/ اکتوبر ۲۰۲۵ بروز اتوار کل ہند ادارہ تحقیقات علمیہ کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی عظیم الشان فقہی کانفرنس کی آخری نشست کی صدارت اور خطاب کیا۔ اپنے موضوع اور کئی ناحیوں سے انتہائی اہمیت کی حامل اس کانفرنس میں امیر محترم نے اپنے خصوصی خطاب میں عنوان کی اہمیت وافادیت پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ روز مرہ کے نئے مسائل پر قرآن وحدیث کی روشنی میں عوام کی رہنمائی کرنا علماء کی ذمہ داری ہے۔آج زندگی کے ہر شعبہ میں روز بروز نئے نئے مسائل پیدا ہو رہے ہیں اس لئے علماء کو جدید عصری تقاضوں کے مطابق تحقیقی انداز میں قرآن وحدیث کے موقف کو واضح کرنا چاہیے۔خاص طور سے بینکنگ اور اقتصادی معاملات میں عوام کی قرآن وحدیث کی روشنی میں رہنمائی کرنا بے حد ضروری ہے۔

☆ ۵ نومبر ۲۰۲۵ء کو امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ نے راجدھانی دہلی کے کثیر مسلم اکثریتی علاقہ نبی کریم کا دورہ کیا اور یہاں کی محمدی اہل حدیث مسجد میں ظہر کی نماز کی امامت کرانے کے بعد مصلیوں سے خطاب کیا۔انھوں نے اپنے خطاب میں کسب حلال کی اہمیت وضرورت اور اس کے طریقہ کار وا سالیب پر مؤثر انداز میں روشنی ڈالنے کے ساتھ خاص طور پر تجارت کے فضائل ومسائل کو مختصر مگر مؤثر انداز میں بیان کیا۔انھوں نے یہاں کے مقامی احباب جماعت سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اپنے گھروں میں تلاوت اور ذکر واذکار کا اہتمام کریں اور اپنے وقت کو بچوں کی تعلیم وتربیت میں صرف کریں۔ والدین کی لاپرواہی اور کاہلی کی وجہ سے بچے تعلیم سے دور ہو جاتے ہیں اس لئے والدین کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کے لئے خصوصی توجہ فرمائیں۔اس موقع پر الحاج گڈو صاحب کی دکان کے افتتاح کی مناسبت سے امیر محترم نے خیر وبرکت کی دعا کی اور عزیزم سلمان سلمہ کے دولت کدے پر احباب جماعت کے ساتھ ایک مختصر دینی نشست کی اور تنظیم، تعلیم وتربیت پر تبادلہ خیال کیا۔

☆☆☆

رپورٹ: ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی

کنوینر مسابقہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام
اکیسواں عظیم الشان دو روزہ آل انڈیا مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کا انعقاد

پورے ملک سے تقریباسات سو حفاظ، قراء اور علماء کی شرکت☆ملک کی معتبر دینی درسگاہوں کے ۱۹/ موقر اساتذۂ حفظ وتجویداور افاضل علمائے کرام نے حکم کے فرائض انجام دیے۔☆مسابقے کے چھ زمروں میں اول دوم اور سوم پوزیشن حاصل کرنے والے خوش نصیب مساہمین کو گراں قدر نقدانعامات، توصیفی سند اوریادگار گھڑی سے سرفراز کیاگیا☆ تمام شرکائے مسابقہ کو توصیفی سند اور تشجیعی انعام، قرآن کریم، گھڑی اور آئینہ جمال مصطفی نامی کتاب جو بقامت کھتر بقیمت بھتر کے مصداق تھی سے نوازا گیا ☆افتتاحی اور اختتامی اجلاسوں میں موقر ذمہ دارن مرکزی جمعیت کے علاوہ معزز اراکین مجلس عاملہ ، اکابر علمائے کرام، محترم ذمہ دارانصوبائی جمعیات اھل حدیث، ذمہ داران ملی تنظیمات، احباب جماعت اور معززین دھلی شریک ھوئے ، گراں قدر تاثرات سے نوازا ، ذمہ داران خصوصا امیر محترم فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مھدی سلفی حفظہ اللہ کو مسابقہ کے انعقاد پر دلی مبارکباد پیش کی اور اسے وقت کی بڑی ضرورت قرار دیا۔☆چار دنوں تک اھل حدیث کمپلیکس مھمانان رسول، اساتذہ کرام اور سرپرست حضرات کی چھل پھل سے معمور رھا۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی موجودہ قیادت کے امتیازات میں سے ایک امتیاز یہ ہے کہ اس نے نہ صرف مختلف شعبہ جات قائم کر کے دعوت وارشاد، تعلیم و تربیت، علم وتحقیق، نشرواشاعت عقیدہ توحید وکتاب وسنت، احصائیات، تعمیرات، تحفظ مدارس واوقاف، ریلیف وانسانی خدمات، تعمیر ملک وملت، قیام امن واخوت اور فروغ فرقہ وارانہ ہم آہنگی وقومی یک جہتی کے کاز پروان چڑھایا اور جمعیت کے پلیٹ فارم سے ہمہ جہت دینی، ملی، جماعتی، ملکی اور انسانی خدمات کی نئی نئی جہات سے روشناس کرایا بلکہ جس کام اور خدمات کا آغاز کیا یا جو کام پہلے شروع ہوا تھا اس کو پورے آب وتاب، توانائی اور تسلسل کے ساتھ جاری وساری بھی رکھا۔ جس کا سہرا مرکزی قیادت خصوصا فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سر جاتا ہے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام ہر سال آل انڈیا مسابقہ حفظ و تجوید وتفسیر قرآن کریم کا انعقاد اسی مبارک سلسلہ کی سنہری کڑی ہے۔

مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کے زیر اہتمام یہ اکیسواں آل انڈیا مسابقہ حفظ و تجوید وتفسیر قرآن کریم کا انعقاد بتاریخ ۴-۵/اکتوبر ۲۰۲۵ء مطابق ۱۱-۱۲/ربیع الآخر ۱۴۲۷ھ، بروز سنیچر و اتوار بمقام اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا، نئی دہلی نہایت تزک واحتشام کے ساتھ منعقد ہوا۔ جس میں پورے ملک سے تقریبا سات سو حفاظ، قراء اور علماء کی شرکت، ملک کی معتبر دینی درسگاہوں کے ۱۹/ موقر اساتذۂ حفظ وتجوید اور افاضل علمائے کرام نے حکم کے فرائض انجام دیے۔ مسابقے کے کا چھ زمروں میں اول دوم اور سوم پوزیشن حاصل کرنے والے خوش نصیب مساہمین کو گراں قدر نقد انعامات، توصیفی سند اور یادگار گھڑی سے سرفراز کیا گیا۔ اسی طرح تمام شرکائے مسابقہ کو توصیفی سند اور تشجیعی انعام، قرآن کریم، گھڑی اور آئینۂ جمال مصطفیٰ نامی کتاب جو بقامت کہتر بقیمت بہتر کے مصداق تھی سے نوازا گیا ☆افتتاحی اور اختتامی اجلاسوں میں موقر ذمہ دارن مرکزی جمعیت کے علاوہ معزز اراکین مجلس عاملہ، اکابر علمائے کرام، محترم ذمہ داران صوبائی جمعیات اہل حدیث، ذمہ داران ملی تنظیمات، احباب جماعت اور معززین دہلی شریک ہوئے، گراں قدر تاثرات سے

نوازا، ذمہ داران خصوصا امیر محترم فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ کو مسابقہ کے انعقاد پر دلی مبارکباد پیش کی اور اسے وقت کی بڑی ضرورت قرار دیا۔☆ چار دنوں تک اہل حدیث کمپلیکس مہمانان رسول، اساتذہ کرام اور سرپرست حضرات کی چہل پہل سے معمور رہا۔طور ذیل میں اس عظیم الشان مسابقہ مسابقہ حفظ وتجوید و تفسیر قرآن کریم کی مختصر روداد پیش کی جاتی ہے:

مسابقے کا اعلان: ذمہ داران کے مشورے سے مسابقہ کے انعقاد کی تاریخ کی تعیین کے معا بعد مورخہ ۲۱/جولائی ۲۰۲۵ء کو ذرائع ابلاغ خصوصا سوشل میڈیا؛ فیس بک، واٹس ایپ، انسٹاگرام، ایکس کے ذریعہ وسیع پیمانے پر مسابقے کا اعلان کیا گیا اور اس کی شرائط، ہدایات اور دیگر معلومات پر مشتمل اشتہارات اور مسابقہ فارم شیئر کیے گئے۔ نیز مسابقے کے اعلانات مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے رسائل وجرائد؛ پندرہ روزہ جریدہ ترجمان (اردو) ماہنامہ اصلاح سماج (ہندی) اور ماہنامہ دی سمپل ٹروتھ (انگریزی) میں برابر شائع ہوتے رہے۔

مسابقے کے زمرے: مسابقہ کے کل چھ زمرے تھے۔ زمرہ اول مکمل حفظ وتجوید قرآن کریم، زمرہ دوم حفظ وتجوید قرآن کریم بیس پارہ، زمرہ سوم حفظ وتجوید قرآن کریم دس پارہ، زمرہ چہارم حفظ وتجوید قرآن کریم پانچ پارہ، زمرہ پنجم ناظرہ قرآن کامل، زمرہ ششم تفسیر قرآن کریم۔

خطوط اور دعوت ناموں کا اجراء

مسابقے کی تاریخ کی تعیین کے معا بعد درج ذیل خطوط ارسال کیے گئے:

۱۔خطوط بنام ذمہ داران صوبائی جمعیات اہل حدیث

مسابقہ کے سلسلے میں بیداری پیدا کرنے کی غرض سے تمام صوبائی جمعیت اہل حدیث کو خطوط، اشتہارات اور مسابقہ کا داخلہ فارمس ارسال کیے گئے۔

۲۔خطوط بنام ذمہ داران اہم مدارس وجامعات

مسابقہ میں کثیر تعداد میں مساہمین کی شرکت کو یقینی بنانے کے لیے اہم مدارس وجامعات کو خطوط، اشتہارات اور مسابقہ کا داخلہ فارمس ارسال کیے گئے اور ان سے اپیل کی گئی کہ اپنے یہاں سے طلبہ کو مسابقے کے لیے دہلی بھیجیں۔

۳۔ خطوط بنام حکم صاحبان

مسابقہ کے کل چھ زمروں میں حکم کی ذمہ داری ادا کرنے کے لیے ہندوستان کے اہم جامعات اور مدارس کے ذمہ داروان کو خطوط لکھے گئے اور ان سے ٹیلیفون پر رابطے کیے گئے اور ان سے گزارش کی گئی کہ اپنے یہاں سے شعبہ تحفیظ کے ایک تجربہ کار مجود قاری استاد کو نامزد کرکے حسب پروگرام دہلی بھیجنے کی زحمت گوارہ فرمائیں۔ اسی طرح بعض اہم قراء وعلماء کو شخصی طور پر بھی خطوط لکھے گئے کہ وہ تشریف لائیں اور حکم کی ذمہ داریوں کو ادا کریں۔

۴۔خطوط بنام ذمہ داران ملی تنظیمات اور اہم شخصیات

چونکہ ملی تنظیموں کے ذمہ داران اور اہم علمی وسماجی شخصیات کو عموما وقت کا مسئلہ درپیش رہتا ہے اس لیے مسابقہ کی تاریخ کی تعیین کے ساتھ ہی اختتامی اجلاس میں شرکت کرنے کے لیے حسب روایت اہم ملی تنظیموں کے ذمہ داران اور اہم علمی وسماجی شخصیات کو خطوط لکھے گئے کہ اختتامی اجلاس میں شریک ہوں اور شرکاء کی ہمت افزائی فرمائیں۔

ٹیلی فونک رابطے: صوبائی جمعیت کے ذمہ داران، مدارس و جامعات کے ذمہ داران، اہم ملی شخصیات وغیرہ کو نہ صرف خطوط لکھے گئے بلکہ وقتا فوقتا یاد دہانی کے لیے ان سے ٹیلی فونک رابطے بھی کیے گئے۔

پریس ریلیز کا اجراء: مسابقہ کے تشہیری مہم کے تحت پریس ریلیز کا اجرا بھی عمل میں آیا اور اخبارات کے ذریعہ مسابقہ کے سلسلے میں جانکاری فراہم کی جاتی رہی۔

(پریس ریلیز۔۱)

دہلی: ۲۲/ستمبر ۲۰۲۵ء

مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کے زیر اہتمام اکیسواں آل انڈیا مسابقہ حفظ و تجوید وتفسیر قرآن کریم کا انعقاد بتاریخ ۴-۵/اکتوبر ۲۰۲۵ء بروز سنیچر واتوار بمقام اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا، نئی دہلی نہایت تزک واحتشام کے ساتھ ہورہا ہے۔ جس کی تیاری تقریبا مکمل ہوچکی ہے۔ پورے ملک میں اس کے تئیں کافی جوش وخروش پایا جارہا ہے۔ بڑی تعداد میں ہر روز فارم موصول ہورہے ہیں۔ رجسٹریشن کی آخری تاریخ ۲۸/ستمبر ۲۰۲۵ء مقرر ہے۔ امیدوار بذریعہ ٹیلی فون 011-23273407 و واٹس ایپ 8744033926 بھی رجسٹریشن کرا سکتے ہیں۔ مسابقہ کے کل چھ زمرے ہیں اور ہر زمرہ کے اول، دوم اور سوم پوزیشن حاصل کرنے والے خوش نصیبوں کو گراں قدر نقد وانعامات، توصیفی اسناد وہدایے سے نوازا جائے گا۔ جبکہ تمام شرکاء کو بھی تشجیعی انعامات اور توصیفی اسناد دیے جائیں گے۔ یہ جانکاری مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند سے جاری ایک اخباری بیان میں دی گئی۔

اس موقع پر مسابقہ کی اہمیت وضرورت بیان کرتے ہوئے مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے فرمایا کہ قرآن کریم پروردگار عالم کا اس کے بندوں کے نام رشد وہدایت، سعادت وفلاح، امن واخوت اور عدل ومساوات کا آخری پیغام اور مکمل نظام حیات ہے۔ جس میں صبح قیامت تک کے لیے ملک وملت اور انسانیت کے دینی، علمی، تعلیمی، تربیتی، سماجی، سیاسی، اقتصادی، قومی اور بین الاقوامی مسائل ومشکلات کا حل موجود ہے اور جس میں قوموں کے عروج وانحطاط کا راز مضمر ہے۔ جن قوموں نے قرآن کریم کو سیکھا، نئی نسل کو سکھایا اور قرآنی ہدایات اور روشن تعلیمات پر عمل کیا وہ خیریت وبھلائی سے ہمکنار ہوئی اور اس کے پیغام رحمت وانسانیت نوازی سے ساری دنیا کو فیضیاب کیا اور جن قوموں نے اس سے اعراض وروگردانی کی راہ اختیار کی وہ ذلیل وخوار اور دنیا وآخرت میں ناکام ونامراد ہوئی۔ ہمارا ایمان واذعان ہے کہ آج بھی جب کہ ملک وملت اور انسانیت اپنے تمام تر دعوائے ترقی وفتمندی کے علی الرغم مختلف قسم کے خاندانی، سماجی، معاشی، روحانی

،جسمانی، تہذیبی، ثقافتی، جغرافیائی اور سیاسی مسائل و چیلنجز سے دوچار اور حقیقی چین وسکون، امن وشانتی اور خیریت وسعادت کی متلاشی ہے، قرآن کریم کی تعلیم و تعلم اور اعتصام و عمل کے ذریعہ سرخرو، خیریت یافتہ، فلاح یاب اور امن وسعادت سے سرشار ہوسکتی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کے پیغام امن وانسانیت کو عام کرنے، اس کی تعلیم و تدریس، تلاوت و تفہیم اور اس پر عمل کو ملک ومعاشرہ میں رواج دینے اور نئی نسل کے اندر مسابقتی ذوق ورجحان پیدا کرنے کی غرض سے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند ہر سال آل انڈیا مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم بڑے تزک واحتشام کے ساتھ منعقد کرتی ہے، جس میں پورے ملک سے بلاتفریق مسلک بڑی تعداد میں دینی مدارس وجامعات اور عصری اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلبہ شریک ہوتے ہیں۔

(پریس ریلیز ۔۲)

نئی دہلی: ۲؍اکتوبر ۲۰۲۵

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام اکیسواں عظیم الشان دوروزہ آل انڈیا مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کل مورخہ ۱۴ اکتوبر ۲۰۲۵ صبح آٹھ بجے سے اہل حدیث کمپلیکس، ڈی ۲۵۴ ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی میں نہایت ہی تزک واحتشام کے ساتھ شروع ہورہا ہے۔ جس میں پورے ملک سے تقریباً سات سو حفاظ ،قراء اور علماء شریک ہورہے ہیں۔ ساری تیاریاں مکمل کرلی گئی ہیں اور پورے ملک سے بلاتفریق مسلک قرآن کریم کے حفاظ قراء اور علماء کرام کی آمد کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے۔ یہ مسابقہ مورخہ ۵ اکتوبر، اتوار تک جاری رہے گا اور اسی روز بعد نماز مغرب اختتامی اجلاس منعقد ہوگا جس میں مسابقہ کے تمام زمروں میں اول دوم اور سوم پوزیشن حاصل کرنے والے خوش نصیب حفاظ، قراء اور علماء کو اکابرین ملک وملت اور جماعت کے ہاتھوں نقد انعامات، توصیفی اسناد اور ہدیے دیئے جائیں گے، اور تمام شرکاء توصیفی اسناد اور ہدیے سے نوازے جائیں گے۔ یہ جانکاری مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے جاری ایک بیان میں دی گئی ہے۔

اس موقع پر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم نے فرمایا کہ قرآن کریم سب کے لئے ہے اور اس میں ساری انسانیت کی فلاح وسعادت اور امن واستحکام کا راز مضمر ہے۔ اس کی روشن تعلیمات اور تابندہ ہدایات سے ہر فرد جن وبشر اپنی کشت زار حیات کی ویرانی دور کرسکتا ہے اور اسے آباد وگلزار بنا سکتا ہے۔ قرآن کریم کا اعجاز یہ ہے کہ قیامت تک اس کے عجائب ختم نہ ہوں گے اور اس کے پڑھنے پڑھانے والے فوز وفلاح اور خیر وسعادت سے ہمکنار ہوتے رہیں گے۔ حفاظ وقراء اور علماء سماج ومعاشرہ کے چنندہ لوگ ہوتے ہیں۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند ہر سال اس لئے اس مسابقہ کا انعقاد کرتی ہے کہ امت وانسانیت کا رشتہ کتاب رشد وہدایت قرآن کریم سے مستحکم ہو، اس کا پیغام امن وانسانیت اور اخوت وبھائی چارہ عام ہو، دنیا سے عدم برداشت، تشدد اور دہشت گردی کا خاتم ہو۔

اور نئی نسل کے اندر مسابقتی ذوق وشوق بھی پروان چڑھے۔ امیر محترم نے فرمایا کہ ہم نے ربع صدی قبل مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کا دیا جلایا تھا جو توانا روایت کی شکل اختیار کرکے آج پورے ملک میں پورے آب وتاب کے ساتھ روشنی کی کرنیں بکھیر رہا ہے۔

پریس ریلیز کے مطابق مسابقے کے کل چھ زمرے ہیں۔ زمرہ اول مکمل حفظ وتجوید قرآن کریم، زمرہ دوم حفظ وتجوید قرآن کریم بیس پارہ، زمرہ سوم حفظ وتجوید قرآن کریم دس پارہ، زمرہ چہارم حفظ وتجوید قرآن کریم پانچ پارہ، زمرہ پنجم ناظرہ قرآن کامل، زمرہ ششم تفسیر قرآن کریم۔ سارے زمرے کا امتحان کل مورخہ ۱۴ اکتوبر ۲۰۲۵ کو صبح آٹھ بجے شروع ہوجائے گا۔ ان شاءاللہ

سوشل میڈیا پر تشہیری مہم: سوشل میڈیا پر مسابقے کی تاریخ کے تعین سے لے کر مسابقہ کے انعقاد تک مسلسل مسابقے سے متعلق اشتہاری مہم جاری رہی اور جمعیت کے سوشل میڈیا اکاؤنٹس؛ فیس بک واٹس ایپ، ایکس, انسٹاگرام اور ویب سائٹ پر اطلاعات، جانکاریاں اور ہدایات نشر کی جاتی رہیں۔ اسی طرح مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے جرائد ورسائل پندرہ روزہ جریدہ ترجمان، ماہ نامہ دی سمپل ٹروتھ اور اصلاح سماج کے اندر بھی مسلسل اشتہارات شائع کیے جاتے رہے۔ شرکاء کی آسانی کے لیے جمعیت کی ویب سائٹ اور جمعیت کے سوشل میڈیا اکاؤنٹس سمیت جریدہ ترجمان میں داخلہ فارم بھی شائع کیے جاتے رہے۔

دیگر انتظامی تیاریاں: چونکہ ملک کے طول وعرض کے مدارس و جامعات سے بڑی تعداد میں حفاظ وقراء اور علماء کی شرکت کی خبریں برابر موصول ہو رہی تھیں اس لیے سابقہ پروگراموں کے مقابلے میں اس مرتبہ شرکا کے استقبال، ان کی رہائش وآرام گاہ، کھانے پینے، نہانے دھونے وغیرہ سے متعلق بڑے پیمانے پر تیاریاں کی گئیں، شرکاء کی کثرت تعداد کو دیکھتے ہوئے اس مرتبہ زیر تعمیر نئی بلڈنگ کے اندر بھی رہائش اور کھانے اور ایک زمرے کے لئے امتحان گاہ کا انتظام کیا گیا۔ بستر، گدے، تکیے اور چادروں کا انتظام کی خریداری عمل میں آئی اور اس حوالے سے ٹینٹ ہاؤس کی بھی خدمات حاصل کی گئیں۔ چونکہ بھیڑ جب بڑی ہوتی ہے تو ایک بڑا مسئلہ ٹوائلٹ کا بھی ہوتا ہے اس طرف بطور خاص توجہ دی گئی، اضافی ٹوائلٹ بنائے گئے اور مقامی ممبر اسمبلی کے توسط سے پورٹیبل ٹوائلٹس منگوائے گئے۔ اسی طرح پانی کی ضرورت کے تحت احتیاطا پانی کے ٹینکر بھی منگوائے گئے اور اس طرح سے شرکاء کی سہولت کے لیے ہر ممکن کوشش کی گئی۔

شہادات التفوق، توصیفی اسناد، وال گھڑی اور بینرز کی تیاری و طباعت: شہادات التفوق، توصیفی اسناد، وال گھڑی اور بینرز کی تیاری وطباعت اہم اور کافی وقت طلب مرحلہ ہوتا ہے۔ اس مرحلہ کو بھی بخوبی سر کیا گیا۔

مدارس وجامعات کے وفود کی آمد: اس مرتبہ گزشتہ سالوں کے مقابلے میں بلاتفریق مسلک شرکا کے اندر غیر معمولی بیداری، دلچسپی اور سرگرمی دیکھنے کو ملی۔ یہی وجہ ہے کہ 31 ستمبر 2025ء ہی سے شرکاء کی آمد کا سلسلہ شروع ہو

گیا۔حفاظ قراء اور علماء کے ساتھ ان کے اساتذہ اور سرپرستان جوق در جوق آرہے تھے اور اہل حدیث کمپلیکس کی رونق بڑھا رہے تھے۔تب سے لے کر واپسی تک ان کے رہنے سہنے اور کھانے پینے کا معقول انتظام کیا گیا۔

حکم صاحبان اور ذمہ داران کی خصوصی نشست کا انعقاد: مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قران کریم کے حوالے سے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی ایک توانا روایت یہ بھی ہے کہ مسابقہ شروع ہونے سے پہلے جمعیت کے ذمہ داران حکم صاحبان کے ساتھ ایک مختصر نشست کرتے ہیں جس میں مسابقہ کے مختلف زمروں کے سوالات وغیرہ کے حوالے سے گفتگو ہوتی ہے اور متعلقہ امور پر تبادلہ خیال کیا جاتا ہے تاکہ کسی کے ساتھ ناانصافی کا کوئی امکان باقی نہ رہے چنانچہ اس مسابقہ کے موقع پر بھی مورخہ 4/اکتوبر 2025 کو مسابقہ شروع ہونے سے قبل صبح آٹھ بجے مکتبہ سید نذیر حسین محدث دہلوی کے اندر امیر محترم فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ کی صدارت میں یہ نشست منعقد ہوئی جس میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی صاحب، ناظم مالیات الحاج وکیل پرویز صاحب نائب امیر ڈاکٹر عبدالعزیز مدنی صاحب اور کنوینر ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی اور حکم صاحبان نے شرکت کی۔

افتتاحی اجلاس: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام اکیسویں آل انڈیا مسابقۂ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کے افتتاحی اجلاس کا انعقاد مورخہ ۴/اکتوبر ۲۰۲۵ء کو صبح ساڑھے آٹھ بجے اہل حدیث کمپلیکس کی وسیع وعریض خوشنما جامع مسجد میں زیر صدارت امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ نہایت تزک واحتشام کے ساتھ ہوا۔جامع مسجد علمائے کرام اور مہمانان رسول سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔بلکہ شرکا ومہمانان کی کثرت کی وجہ سے تنگ دامانی کا شکوہ کر رہی تھی۔

اس پرمسرت موقع پر صدارتی خطاب کرتے ہوئے امیر محترم نے فرمایا کہ قرآن کریم کے پیغام امن وانسانیت کو عام کرنا وقت کی بڑی ضرورت ہے۔قرآن ہوگا تو امن وامان کو بالادستی حاصل ہوگی، انسانیت نوازی اور اخوت ومحبت، عدل ومساوات کی اسلامی تعلیمات عام ہوں گی، امن وقانون کا بول بالا ہوگا۔اس بات کو یاد رکھیے اور ذہن ودماغ میں جاگزیں کرلیجیے کہ بہر حال ہمیں قرآن کے پیغام امن وانسانیت کو عام کرنا ہے۔آپ جہاں بھی ہیں قرآن کی برکت سے محفوظ و مامون اور مسعود ہیں۔کوشش کیجیے کہ دنیا قرآن کی ٹھنڈک سے بہرور ہو۔آپ حضرات دلجمعی کے ساتھ مسابقہ میں شرکت کیجیے اور انعام کے مستحق قرار پایئے، آپ اگر سب سے پیچھے رہ بھی گئے تب بھی آپ اس قرآن کریم کی نسبت سے بہت ہی اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہیں۔

امیر محترم نے کہا کہ اکیسواں کل ہند دوروزہ مسابقۂ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کا یہ مبارک اجتماع بڑی ہی مبارک واہم نسبت یعنی نسبت قرآن کریم سے منعقد کیا گیا ہے۔اور جس بوجھ کو یہ حفاظ کرام اٹھائے ہوئے ہیں وہ بڑی ہی اہم امانت ہے۔قرآن کریم کو اس طرح پڑھنا جس طرح نازل ہوا اور اس کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا فرض ہے۔ان میں سے کسی شعبہ کو آپ نظر انداز کریں گے تو قرآن کو مہجور کرنے والے (تارک قرآن) سمجھے جائیں گے جس کی بڑی وعید آئی ہے۔قرآن کی حفاظت کے ضمن میں مدارس کی حفاظت اور استحکام کی کوشش بھی ضروری ہے۔

امیر محترم نے اپنے خطاب میں مسابقہ میں شریک تمام قراء وحفاظ، ممتحنین، مہمانان وکارکنان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ شرکاء مسابقہ کے والدین اور ترشیح کرنے والے ادارے سبھی ہمارے شکریے واحترام کے مستحق ہیں۔جو لوگ مدارس اسلامیہ پر بے بنیاد تہمتیں لگاتے ہیں اور انہیں طرح طرح سے مطعون کرتے ہیں وہ قابل مذمت ہیں۔مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی دہشت گردی کے خلاف مہم کے ایک پروگرام میں اس وقت کے مرکزی وزیر داخلہ عالیجناب شیوراج پاٹل شریک ہوئے تھے جس میں انہوں نے برملا کہا تھا کہ مدارس اسلامیہ دہشت گردی کے مراکز ہرگز نہیں ہیں بلکہ یہ امن وشانتی کے کیندر اور انسانیت سازی کے کارخانے ہیں۔اور قرآن کریم کی اہمیت کے پیش نظر کہا تھا کہ اسے ہر گھر تک پہنچانے کی ضرورت ہے تاکہ امن وانصاف کا بول بالا ہو۔

اس اجلاس کا آغاز قاری شاہنواز استاذ جامعہ اسلامیہ فیض عام، مئو کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔

اس کے بعد ناظم اجلاس وکنوینر مسابقہ ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی نے مرکزی جمعیت کی نوع بنوع خدمات پر مختصر روشنی ڈالتے ہوئے اس مسابقے کو جمعیت کی ہمہ جہت خدمات کی سنہری کڑی قرار دیا اور شرکاء مسابقہ، حکم حضرات وشرکاء اجلاس کا خیر مقدم کیا اور بتایا کہ ماضی میں جتنے بھی مسابقے ہوئے ہیں ان میں یہ مسابقہ اس ناحیے سے بڑا اہم ہے کہ اس میں سو سے زائد مدارس کے تقریبا سات سو شرکاء نے شرکت کی ہے۔

مرکزی جمعیت کے ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی نے شرکاء مسابقہ ومہمانان گرامی کا استقبال کیا اور کہا کہ مرکزی جمعیت کے اس پروگرام کے انعقاد کا مقصد یہ ہے کہ طلبہ مدارس میں حفظ وتجوید اور تفسیر قرآن کا جذبہ پیدا ہو۔اس مسابقے میں اتنی بڑی تعداد میں حفاظ وقراء کی شرکت اس بات کا ثبوت ہے کہ مرکزی جمعیت نے مسابقے کا جس مقصد سے آغاز کیا تھا وہ بہر صورت کامیاب ہے۔انہوں نے کہا کہ امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی کی قیادت مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند اپنی گوناگوں سرگرمیوں کو مہمیز دیتے ہوئے یہ عظیم الشان پروگرام جس طرح مسلسل انعقاد کر رہی ہے وہ اس کے لیے مبارکباد اور شکریہ کی مستحق ہے۔

سرپرست جمعیت وبانی ومؤسس مؤسسہ دارالدعوۃ، دہلی ڈاکٹر عبدالرحمٰن عبدالجبار پریوائی نے اپنے اہم تاثرات میں جمعیت کی گوناگوں مساعی کی تعریف کی اور ذمہ داران جمعیت کو مبارکباد پیش کی اور کہا کہ اس جم غفیر کو دیکھ کر بڑی مسرت ہو رہی ہے۔ہمیں اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے قرآن کریم کے پیغام کو عام کرنے کی ضرورت ہے۔جماعت اہل حدیث نے ہندوستان میں صحیح دین کی اشاعت کا جو

بیڑا اٹھایا تھا اس کا مقصد بلا تفریق مسلک و مذہب ہر خاص و عام کو قرآن و حدیث کی تعلیمات سے جوڑنا تھا جو کافی حد تک کامیاب ہے۔ حفاظ کو حفظ کے ساتھ مختلف مراحل میں معنی یاد کرانا چاہیے تاکہ وہ قرآن کریم کو سمجھ کر پڑھ اور اس پر عمل کر سکیں۔

مسابقہ کے حکم اور دارالعلوم دیوبند (وقف) کے استاذ قاری علاء الدین قاسمی نے جمعیت کے پروگراموں کی ستائش کرتے ہوئے کہا کہ اس کے پروگرام بڑے ہی نمایاں اور ممتاز ہوتے ہیں جن کے شرکاء میں ایک بڑی تعداد حفاظ کرام کی ہوتی ہے جو اصول تجوید کا خاص اہتمام کرتے ہیں۔ اس پروگرام میں مجھے چوتھی بار شرکت کا موقع ملا ہے جو میرے لیے سعادت کی بات ہے۔ حضرت مولانا سفیان قاسمی مدظلہ العالی صاحب مہتمم دارالعلوم وقف اس پروگرام کی اہمیت کے پیش نظر اس میں شرکت کی بڑے اہتمام کے ساتھ ہدایت فرماتے ہیں۔

اس افتتاحی اجلاس میں نائب ناظم مرکزی جمعیت و امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث بہار مولانا محمد علی مدنی صاحب، نائب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث مشرقی یوپی مولانا محمد ابراہیم مدنی صاحب، پروفیسر شعبہ اردو جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی ڈاکٹر ندیم احمد صاحب، استاذ جامعہ سلفیہ بنارس مولانا اسعد اعظمی صاحب (حکم)، مرکزی جمعیت کے ہندی آرگن اصلاح سماج کے ایڈیٹر حافظ محمد طاہر سلفی صاحب، صوبائی جمعیت اہل حدیث مدھیہ پردیش کے امیر مولانا عبدالقدوس عمری صاحب نے بھی اپنے قیمتی تاثرات پیش کیے اور اس مسابقے کی اہمیت وافادیت اور ذمہ داران جمعیت بالخصوص امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی صاحب کی جہود ومساعی کا ذکر کرتے ہوئے انہیں صمیم قلب سے مبارکباد پیش کی۔ شرکاء اجلاس میں ایک بڑی تعداد معزز علماء کرام کی تھی جن کے تاثرات نہ پیش کیے جانے پر معذرت کی۔

پروگرام کے اختتام پر ناظم مالیات مرکزی جمعیت الحاج وکیل پرویز نے جملہ شرکاء مسابقہ، ان کے والدین، نامزد کرنے والے اداروں کے ذمہ داران، حکم حضرات، ذمہ داران جمعیت کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ میرے رول ماڈل مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے گوناگوں دینی خدمات کے ذریعہ جمعیت کو ترقیات کے اعلیٰ مدارج طے کرائے ہیں جن کے لیے وہ ہر طرح سے شکریہ ودعاؤں کے مستحق ہیں۔

مسابقے کا باضابطہ آغاز: افتتاحی اجلاس کے اختتام کے معا بعد صبح 10 بجے مسابقہ کے تمام زمرہ تمام زمروں کے امتحانات کا عمل نہایت زور شور سے شروع ہو گیا۔ زمرہ اول (مکمل حفظ وتجوید وتفسیر قران کریم) کا امتحان سید سید نذیر حسین محدث دہلوی لائبریری میں منعقد ہوا۔ زمرہ دوم (حفظ وتجوید قرآن کریم بیس پارے) کا امتحان جامع مسجد کے زیریں حصے میں شروع ہوا جسے بعد میں جامع مسجد کے ارضی حصے میں منتقل کر دیا گیا۔ زمرہ سوم (حفظ وتجوید قرآن کریم 10 پارے) کا امتحان زیر تعمیر نئی بلڈنگ میں منعقد ہوا۔ زمرہ چہارم (حفظ وتجوید قرآن کریم پانچ پارے) کا امتحان المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ کی بلڈنگ کے بالائی حصے میں اور زمرہ پنجم (ناظرہ قران کریم) کا امتحان المعہد العالی کے زیریں حصے میں منعقد ہوا۔ جبکہ زمرہ ششم ترجمہ وتفسیر قران کریم کا انعقاد مسجد کے مصلی کے اندر منعقد ہوا۔ زمرہ ششم کا امتحان ساڑھے 12 بجے دوپہر ختم ہو گیا۔ جبکہ دیگر زمروں کے امتحانات مورخہ 5 / اکتوبر کی دوپہر تک نہایت تزک واحتشام اور پوری توانائی کے ساتھ جاری رہے۔

اختتامی اجلاس: اس اکیسویں آل انڈیا مسابقۂ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کا اختتامی اجلاس مورخہ ۵/ اکتوبر ۲۰۲۵ء کو صبح ساڑھے آٹھ بجے اہل حدیث کمپلیکس کی جامع مسجد میں زیر صدارت امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ نہایت تزک واحتشام کے ساتھ ہوا۔ جامع مسجد ذمہ داران مرکزی جمعیت، موقر اراکین عاملہ، ذمہ داران صوبائی جمعیات وملی تنظیمات، حکم صاحبان، علمائے کرام اور حفاظ وقراء، سرپرست حضرات اور دہلی کے احباب سے بھری ہوئی تھی۔ بہت بڑی تعداد صحن میں موجود تھی۔ اجلاس کا آغاز قاری صلاح الدین صاحب استاذ قرائت مدرسہ مظاہر علوم، سہارن پور وحکم مسابقہ کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔

اس تاریخی موقع پر امیر محترم نے خطبہ صدارت پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ جل شانہ کا یہ سب سے بڑا انعام واکرام ہے کہ اس نے ہم سب کو خاص طور پر آپ خوش نصیبان عالم کو اپنی سب سے بڑی نعمت اور سب سے بڑی دولت قرآن کریم کے پڑھنے، قلب وجگر میں بسانے، سجانے، اس کی قدر کرنے، اس کو سمجھنے اور اس میں غور وفکر کرنے کی توفیق بخشی۔ اس سب سے بڑی دولت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اس پر اس اہتمام کے ساتھ عمل کریں جس اہتمام، جس جتن اور جس عظمت وقوت کے ساتھ اللہ جل شانہ نے اسے سات آسمانوں سے سب سے عظیم مخلوق کو عطا کیا۔ اس لیے حاملین قرآن کریم کا یہ فریضہ ہے کہ ان کے واسطے سے، ان کے مدارس کے واسطے سے اور ان علماء کے واسطے سے تکریم انسانیت برقرار رہے۔ آپ کی نسبت قرآن کریم سے ہے۔ اسی لیے ہم یہاں جمع ہوئے ہیں۔ لیکن اس نسبت کی جو عظمت تھی، جو قوت تھی، جو اس کا جاہ وجلال تھا اور جو اس کا حقیقی جمال وکمال تھا اس کو ہم نے پورا نہیں کیا۔ یہ ہماری بدنصیبی ہے۔ لہٰذا ہم اس کی عظمتوں کو سمجھیں اور اس کے حقیقی حاملین کا کردار ادا کریں۔ تاکہ ساری انسانیت کو اس کا فائدہ اور فیض پہنچے اور بنی آدم اعضائے یک دیگر اند کے مصداق حقیقی طور پر ہو جائیں۔

امیر محترم نے مدارس کے ذمہ داران کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے مدارس کے حقیقی کردار کو نہیں پیش کیا۔ اگر ہم ان کے کردار اور روح کو ایک آنہ بھی برقرار رکھ لے گئے ہوتے تو مدارس کو جو مشکلات جھیلنی پڑ رہی ہیں اور جن کا مقابلہ وکلاء وتجار بھی نہیں کر پا رہے ہیں، وہ نہ جھیلنی پڑتیں۔ ہمارے اندر ایک آنہ بھی روحانیت باقی رہتی تو آگے آ کر قرآن کی خدمت کرتے اور یہ دن نہ دیکھنے پڑتے۔ اس قرآن کو اس کی عظمتوں کے ساتھ جب تک ہمارے معلمین، حاملین اور اہل مدارس نہیں لیں

گے دنیا میں ہماری بیماری کا کوئی علاج نہیں ہے۔اگر ملت اسلامیہ کو سر بلند ہونا ہے تو اس قرآن کے ذریعہ ہی ہوسکتی ہے۔ہمارے اسلاف قرآن کریم کے حقیقی حاملین تھے اور ہم انہیں کے وارث ہیں۔لہٰذا ہمیں انہیں اپنا اسوہ ونمونہ بنانا ہے۔نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی بدولت رحمۃ للعالمین بن گیے تھے۔اگر ہم بھی صاحب قرآن ہوکر اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کا عزم کرلیں اور انسانیت کے لیے سود مند بننے کی ٹھان لیں تو کچھ مشکل نہیں کہ ہم بھی وہ مقام بلند حاصل کرسکیں۔ہمیں صرف اپنے لیے نہیں جینا ہے اور نہ صرف اپنے خاندان کے لیے سود مند بننا ہے اور نہ صرف مسلمانوں کے لیے بلکہ پوری انسانیت کا خیر خواہ اور اس کا خادم بننا ہے۔انسانیت کو اپنی ذات سے فائدہ پہنچانا اپنا شیوہ بنانا ہے۔

شرکائے مسابقہ سے خطاب کرتے ہوئے امیر محترم نے فرمایا کہ آج آپ جس مقام پر ہیں اور آپ کی جو عزت افزائی ہورہی ہے، وہ قرآن کی نسبت سے ہے۔ہم میں سے جس کی پوزیشن آئی ہے صرف وہی کامیاب نہیں ہے بلکہ کامیابی تو اسی وقت مل گئی تھی جب آپ نے اس مسابقے میں شرکت کی ٹھان لی تھی۔اس مادیت کے دور میں جو ماں اپنے بیٹے کو قرآن کے حفظ کے لیے بھیجتی ہے کہ اس بیٹا حافظ بنے عالم بنے اس کی تعلیمات کو نشر کرنے والا بنے وہ ماں بڑی خوش نصیب ہے۔آپ تمام شرکاء کامیاب ہیں۔میں آپ تمام شرکاء کو، آپ کے والدین کو، آپ کے اساتذہ کو اور محسنین مدارس اور تمام حکم صاحبان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ان کی محنت ولگن سے آپ نے یہ مقام حاصل کیا ہے ۔ہم جملہ ذمہ داران جمعیت آپ تمام شرکاء مسابقہ وحکم حضرات کے شرکت کے لیے تہہ دل سے شکر گذار ہیں اور بارگاہ رب العزت والجلال میں دعاگو ہیں کہ وہ ہم سب کو قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل کرنے اور کما حقہ اس کی خدمت انجام دینے کی توفیق ارزانی فرمائے۔آمین۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی نے اپنے افتتاحی خطاب میں شرکاء مسابقہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ قرآن کریم سے آپ کی نسبت ہے اور جس نے بھی اپنی نسبت اس سے جوڑی اسے اللہ تعالیٰ نے مکرم ومعزز بنادیا۔اس کا اعجاز مسلمہ حقیقت ہے۔لیکن اس کی حامل امت اس کی تعلیمات کو پس پشت ڈال کر اپنے مقام سے گررہی ہے اور برابر تنزلی کی طرف جارہی ہے۔ہمیں اس کی نسبت کو مضبوط کرکے دوبارہ سرخرو ہونا ہے۔جو طالب علم انعام نہ پاسکے اسے مایوس نہیں ہونا ہے بلکہ نئے جوش وولولے کے ساتھ محنت کرتے رہنا ہے۔میں دل کی گہرائیوں سے امیر محترم کو اس پروگرام کے انعقاد کے لیے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

قاری علاء الدین قاسمی استاذ دارالعلوم دیوبند وقف اور حکم مسابقہ نے فن تجوید وقرائت کی باریکیوں اور رموز واوقاف کی اہمیت سے طلبہ عزیز کو آگاہ کیا اور اس کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔نیز فرمایا کہ یہ مسابقہ امتیازی حیثیت کا حامل ہے کیونکہ اس میں بلالحاظ مسلک ومشرب سب کے ساتھ یکساں برتاؤ کیا جاتا ہے۔اللہ اس تنظیم کو ترقی اور ذمہ داران کو جزائے خیر دے۔

ڈاکٹر قاری عتیق اللہ مدنی صاحب استاذ جامعۃ الامام الالبانی بوڑیہان، مغربی بنگال نمائندہ حکم صاحبان نے مرکزی جمعیت کی قیادت خصوصا امیر محترم کو کامیاب مسابقہ کے انعقاد پر مبارکباد پیش کی اور بحیثیت حکم شکر وسپاس کا گلدستہ پیش کیا اور فرمایا کہ یہ مسابقہ جمعیت کی خدمات کی ایک اہم کڑی ہے۔میں نے اسے ہر حیثیت سے ممتاز پایا اور کئی دن رہنے کے بعد بھی یہاں کسی طرح کی کوئی کمی محسوس نہیں ہوئی۔یہ احساس تمام شرکاء خصوصا حکم صاحبان کا ہے جن کی میں ترجمانی کررہا ہوں۔

حافظ شکیل احمد میرٹھی صاحب سابق امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث دہلی نے کہا کہ یہ مجلس قرآن کی نسبت سے منعقد کی گئی ہے جو کہ اللہ کا کلام ہے اور انسانیت کے لیے ذریعہ ہدایت اور دستور حیات ہے۔کاش ہم اس قرآن کی عملی تفسیر بن جاتے۔انہوں نے امیر محترم ودیگر ذمہ داران کا اس مسابقہ کے انعقاد کے لیے شکریہ ادا کیا۔

ایڈوکیٹ فیروز احمد انصاری صاحب صدر آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت نے صدر مجلس ودیگر شرکاء مسابقہ کا شکریہ ادا کیا اور اور کہا کہ یہ بہت ہی کامیاب پروگرام ہے اس کے ذریعہ قرآن کریم کی خدمت کا موقعہ ملے گا اور امیر جمعیت مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی کی قیادت میں مرکزی جمعیت بیش بہا خدمات انجام دے رہی ہے۔

جماعت اسلامی ہند کے امیر انجینیر سید سعادت اللہ حسینی صاحب کے نمائندہ ڈاکٹر رضی الاسلام ندوی نے اس پروگرام میں شرکت کو اپنے لیے باعث سعادت بتایا اور کہا کہ اس طرح کی مجالس کی بڑی اہمیت ہے۔فرشتے انہیں ڈھانپ لیتے ہیں۔اس پروگرام میں ہر سال شرکاء کا اضافہ اس کی کامیابی کی دلیل ہے۔میں مرکزی جمعیت کی قیادت کو اس کے لیے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

مولانا عبدالسلام سلفی صاحب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبائی نے کہا کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی طرف سے حفظ وتجوید قرآن کریم کے اس عظیم مسابقہ کے انعقاد پر مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند اور دیگر ذمہ داران ورفقاء کار کو دل کی گہرائیوں سے میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔اور یہ سننے کے بعد کہ اس مسابقہ میں سو سے زائد اداروں کے تقریبا سات سو طلبہ نے شرکت کی بڑی مسرت ہورہی ہے۔اس پروگرام کی اہمیت بڑھ رہی ہے اور ممتحنین نے جو تاثرات پیش کیے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ایک کامیاب پروگرام ہے۔

پروفیسر شہپر رسول اردو اکیڈمی دہلی کے سابق وائس چیئر مین صاحب نے امیر محترم اور ان کے رفقاء کار کو اس مسابقہ کے انعقاد پر مبارکباد پیش کی اور خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ طلبہ کو مسابقوں میں زیادہ سے زیادہ شرکت کرنی چاہیے ان سے ہمت وحوصلہ ملتا ہے اور خوابیدہ صلاحیتیں بیدار ہوتی ہیں۔اس پروگرام میں سات سو طلبہ کی شرکت معنی خیز ہے۔

ڈاکٹر عبدالمجید صلاحی سکریٹری ندوۃ المجاہدین کالیکٹ نے اس پروگرام کے انعقاد پر خوشی کا اظہار کیا اور شرکاء مسابقہ وذمہ داران جمعیت کو مبارکباد پیش کی جمعیت کی ہمہ جہت خدمات کو سراہا۔اور طلبہ کو پند ونصائح نوازا۔

شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ کے صدر مولانا عطاء الرحمٰن قاسمی صاحب نے کہا کہ

قرآن کریم بہت سے علوم کا جامع ہے ۔اس میں اقوام وملل کی تاریخ بھی ہے ۔سائنس ودیگر علوم بھی ہیں۔لیکن اس کا مقصد جو قرآن نے بتایا ہے وہ ہدی للمتقین ہے ۔یہ ظاہر وباطن کی اصلاح چاہتا ہے۔مولانا آزاد نے ملک کے کسی بھی حصے کی بربادی پر اتنا افسوس نہیں کیا جتنا پانی پت کی بربادی پر کیا کیونکہ وہ حفظ قرآن کریم کا مرکز تھا۔آج یہاں دہلی میں مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی کے خدمت قرآن کے جذبے کو دیکھ کر وہ غم ہلکا ہو جاتا ہے۔میں انہیں اس کے لیے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس صاحب ترجمان آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ نے اس پروگرام میں شرکت کو اپنے لیے باعث سعادت بتایا اور کہا کہ یہ کتاب ہدایت ہے ۔ہمیں چاہیے کہ ہم اس کی تعلیمات کو انسانوں تک پہنچائیں اور اس پر عمل کریں۔جمعیت کے ذمہ داران کو میں اس مسابقہ کے انعقاد پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ کے پروفیسر ایمیرٹس اور معروف دانشور اختر الواسع نے مرکزی جمعیت کی اس محفل میں شرکت کی دعوت پر شکریہ ادا کیا اور اس مسابقہ کو مسلمانوں کے اس سے شغف کی دلیل بتایا اور کہا کہ ہمیں اس کو پڑھنے سمجھنے اور عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔یہ مرکزی جمعیت کا امتیاز ہے کہ وہ اس مسابقہ میں بلالحاظ مسلک ومشرب سب کو شرکت کی دعوت دیتی ہے۔اس کے لیے وہ شکریہ ومبارکباد کی مستحق ہے۔

مولانا فضل الرحیم مجددی صاحب جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ نے جملہ ذمہ داران جمعیت کا پروگرام میں شرکت کا موقعہ دیے جانے پر شکریہ ادا کیا اور کہا کہ وہ اجتماع سب سے عظیم ہے جس کی نسبت قرآن سے ہو۔اس کو سیکھنے اور سکھانے والا سب سے بہتر ہے۔سب سے کامیاب شخص وہ ہے جو یہ عزم کرلے کہ وہ قرآن کی تعلیمات کو اپنی زندگی میں نافذ کرے گا۔یہ کتاب عدل وانصاف ، رشد وہدایت ،امن وآشتی کی تعلیمات سے پر ہے ۔اسے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رشد وہدایت کے لیے نازل کیا ہے۔یہ سعادت ونیک بختی کا سرچشمہ ہے۔جنہوں نے اسے جزدانوں میں لپیٹ کر رکھ دیا ہے وہ بڑے ہی بدنصیب ہیں۔قرآن سے غفلت مسلمانوں کی ذلت ورسوائی کا سب سے بڑا سبب ہے۔موجودہ حالات میں اس طرح کے مسابقوں کا انعقاد بے حد ضروری ہے۔میں مرکزی جمعیت کو اس کے انعقاد پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

استاذ الاساتذہ شیخ انیس الرحمٰن اعظمی امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث تامل ناڈو نے شرکاء مسابقہ طلبہ عزیز کو قیمتی پندو نصائح سے محظوظ فرمایا اور کہا کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے لہٰذا آپ محنت کریں اس کا اجر وثواب آپ کو آخرت میں ضرور ملے گا۔قرآن کو دہراتے رہیں،ایک ہی نسخہ استعمال کریں،اس سے پختگی آئے گی۔یہ قرآن کا اعجاز ہے کہ دنیا میں اس کے یاد کرنے والے کروڑوں ہیں۔میں اس مسابقے کے انعقاد کے لیے ذمہ داران جمعیت بالخصوص مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

مسابقے کے سلسلے میں تاثرات پیش کرنے والوں میں جناب مشتاق وانی صاحب صوبائی جمعیت اہل حدیث کشمیر،صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھرا پردیش کے امیر مولانا فضل الرحمٰن عمری صاحب،صوبہ اڑیسہ کے نائب امیر مولانا طہ سعید خالدی صاحب،صوبائی جمعیت اہل حدیث راجستھان کے امیر مولانا اسماعیل سرواڑی صاحب،صوبائی جمعیت اہل حدیث مغربی بنگال کے امیر مولانا شمیم اختر ندوی صاحب، جامعہ ریاض العلوم کے استاذ مولانا عبدالاحد مدنی صاحب،صوبائی جمعیت اہل حدیث بہار کے نائب امیر مولانا خورشید عالم مدنی صاحب،صوبائی جمعیت اہل حدیث مشرقی یوپی کے ناظم مولانا شہاب الدین مدنی صاحب شامل تھے جنہوں نے اپنے اپنے تاثرات میں مسابقہ کی اہمیت وافادیت پر روشنی ڈالی اور مرکزی جمعیت کی قیادت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مبارکباد پیش کی۔

پروگرام کے اختتام سے قبل مسابقہ جملہ چھ زمروں میں اول، دوم اور سوم پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ عزیز کو گراں قدر نقد انعامات،توصیفی سند اور یادگار گھڑی سے سرفراز کیا گیا۔اسی طرح تمام شرکائے مسابقہ کو توصیفی سند اور تشجیعی انعام،قرآن کریم، گھڑی اور آئینہ جمال مصطفیٰ نامی کتاب جو بقامت کہتر بقیمت بہتر کے مصداق تھی سے نوازا گیا۔ بعدازاں مرکزی جمعیت کے خازن الحاج وکیل پرویز نے جملہ شرکاء مسابقہ،حکم حضرات، طلبہ، مقررین، مہمانان گرامی، گارجین واساتذہ مدارس کا شکریہ ادا کیا اور ساڑھے دس بجے شب یہ روحانی محفل اختتام پذیر ہوئی۔

پوزیشن حاصل کرنے والے خوش نصیب حفاظ وقراء اور علماء:

زمرہ اول: حفظ قرآن کریم (مکمل)

۱۔عبدالرحمٰن بن امجد اعظمی،سمر اسلامک آرگنائزیشن ٹرسٹ،مرزاہادی پورہ،مئو،یوپی۔اول
۲۔محمد جلال الدین بن نور محمد، جامعۃ الامام الالبانی،اتردیناجپور،مغربی بنگال،دوم
۳۔محمد عمار بن محمد یاسر،مدرسہ اسلامیہ اشرف العلوم ٹرسٹ،فریدہ باد،دھوج،فرید آباد،ہریانہ۔سوم

زمرہ دوم : حفظ قرآن کریم (بیس پارے)

۱۔انتخاب انصاری بن یارون مؤمن، جامعۃ الامام الالبانی،اتردیناجپور،مغربی بنگال،اول
۲۔مجاہدالاسلام بن ابوحیات، جامعہ عالیہ عربیہ،مئوناتھ بھنجن، یوپی۔دوم
۳۔محمد مامون بن شعیب خان، مدرسہ جامع العلوم فرقانیہ، رامپور، یوپی۔سوم

زمرہ سوم: حفظ قرآن کریم (دس پارے)

۱۔صفوان اجمل بن محمد اجمل، جامعہ اسلامیہ فیض عام،مئوناتھ بھنجن، یوپی،اول
۲۔محمد ارسلان بن مجیب الرحمٰن، جامعۃ القرآن والسنۃ، چاند پور روڈ، بجنور، یوپی۔دوم
۳۔عبدالہادی بن نصیر الدین، جامعہ ابوہریرہ الاسلامیہ،لال گوپال گنج،الہ آباد،یوپی۔سوم

زمرہ چہارم: حفظ قرآن کریم (پانچ پارے)

۱۔محمد عکاشہ بن محمد رضوان ، مدرسہ عربیہ تحفیظ القرآن رشیدیہ، سہیل گارڈن کالونی، میرٹھ، یوپی،اول
۲۔حذیف یاسین ولد محمد یاسین شاہ ،مرکز ابن مسعود لتحفیظ القرآن الکریم وعلومہ،سری

نگر، جموں وکشمیر، دوم

۳۔محمد شاکر بن محمد نور حسین، مرکز الاتقان لتحفیظ القرآن، دومہنا، کرندیگھی، اتر دیناجپور، بنگال، سوم

زمرہ پنجم: ناظرہ قرآن کریم (مکمل)

۱۔محمد خبیب بن ذاکر علی اثری، جامعہ اثریہ دار الحدیث، مئو، یوپی۔اول

۲۔عبدالرحمٰن بن محمد ابراہیم، جامعہ اثریہ دار الحدیث، مئو، یوپی۔دوم

۳۔محمد امجد بن محمد شاہد، مدرسہ اسلامیہ عربیہ دار القرآن ٹرسٹ، بسود، باغپت، یوپی۔سوم

زمرہ ششم :ترجمہ و تفسیر قرآن کریم

(منتخب سورتیں)

۱۔عمر فاروق عبدالرحمٰن، جامعہ امام ابن تیمیہ، چندن بارا، چمپارن، بہار، اول

۲۔عبداللہ اقبال احمد انصاری، جامعۃ التوحید، بھیونڈی، مہاراشٹر، دوم

۳۔مجاہد الاسلام بن محمد نوح، جامعۃ الامام الالبانی، اتر دیناجپور، مغربی بنگال سوم

نقد انعامات کی تفصیلات

زمرہ اول : حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم:(مکمل)

اول	25,000/=
دوم	20,000/=
سوم	15,000/=

زمرہ دوم: حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم:(بیس پارے)

اول	20,000/=
دوم	15,000/=
سوم	10,000/=

زمرہ سوم: حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم:(دس پارے)

اول	15,000/=
دوم	10,000/=
سوم	8000/=

زمرہ چہارم: حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم:(پانچ پارے)

اول	10,000/=
دوم	8000/=
سوم	5000/=

زمرہ پنجم (ناظرہ قرآن کریم (کامل)

اول	8000/=
دوم	5000/=
سوم	3000/=

زمرہ ششم (ترجمہ وتفسیر قرآن کریم (تحریری امتحان)

اول	15,000/=
دوم	12,000/=
سوم	10,000/=

حکم صاحبان: زمرہ اول : حفظ و تجوید و تفسیر قرآن کریم (کامل)

ڈاکٹر عبدالعزیز مدنی صاحب، استاذ کلیہ فاطمۃ الزہراء، مئو

مولانا اسعد اعظمی صاحب، استاذ جامعہ سلفیہ بنارس

قاری علاء الدین قاسمی صاحب، استاذ دار العلوم دیوبند

زمرہ دوم :

حفظ و تجوید و تفسیر قرآن کریم (بیس پارے)

ڈاکٹر عتیق الرحمٰن مدنی صاحب، استاذ جامعۃ الامام الالبانی، مغربی بنگال

ڈاکٹر عبادہ مدنی صاحب، استاذ جامعہ امام ابن تیمیۃ، بہار

قاری صلاح الدین صاحب، استاذ مدرسہ مظاہر علوم، وقف، سہارن پور

زمرہ سوم :

حفظ و تجوید و تفسیر قرآن کریم (دس پارے)

جناب قاری شہنواز صاحب، استاذ جامعہ اسلامیہ فیض عام، مئو

جناب قاری شمشاد حسین صاحب، استاذ جامعہ ابو ہریرۃ الاسلامیہ، الہ آباد یوپی

جناب قاری گلزار صاحب، استاذ جامعۃ القرآن والحدیث الخیریہ، بجنور

زمرہ چہارم :

حفظ و تجوید و تفسیر قرآن کریم (پانچ پارے)

جناب قاری اشتیاق صاحب، استاذ جامعہ اسلامیہ خیر العلوم، ڈمریا گنج، یوپی

جناب قاری محمد اسلم صاحب، استاذ جامعہ دار السلام، عمر آباد، تمل ناڈو

جناب حافظ محمد اجمل عالی صاحب، استاذ سمرا اسلامک آرگنائزیشن، مئو، یوپی

زمرہ پنجم :

حفظ و تجوید و تفسیر قرآن کریم (ناظرہ)

جناب قاری فیاض احمد صاحب، استاذ جامعہ اثریہ دار الحدیث، مئو

جناب قاری محمد ہاشم صاحب، استاذ جامعہ ریاض العلوم، دہلی

زمرہ ششم : ترجمہ و تفسیر قرآن کریم

مولانا عبدالغنی مدنی صاحب، استاذ المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ، نئی دہلی

مولانا اظہر مدنی صاحب، صدر جامعہ ابوبکر صدیق الاسلامیہ، نئی دہلی

مولانا نسیم احمد مدنی صاحب، استاذ جامعۃ الامام الالبانی، مغربی بنگال

ڈاکٹرعبدالواسع تیمی صاحب استاذ المعھد العالی للتخصص فی الدراسات
الاسلامیہ، نئی دہلی
ڈاکٹرفواز سلفی صاحب، استاذ جامعہ محمدیہ کھیدوپورہ، مئو، یوپی

فہرست مشارک مدارس و جامعات

مدرسہ/جامعہ/یونیورسٹیز کے نام

حلقہ تحفیظ القرآن الکریم مسجد توحید، مولانا آزاد پھلواری شریف، پٹنہ، بہار
مدرسہ اسلامیہ سامرود، ضلع سورت، گجرات
مدرسہ ام القریٰ، واقع جامع مسجد، شیخ حاجی میرن، پٹنہ
جامعۃ الامام الالبانی، اتر دیناجپور، مغربی بنگال
الجامعۃ الاسلامیہ خیر العلوم، ڈمریا گنج، سدھارتھ نگر، یوپی
ضلعی جمعیت اہلحدیث بلرامپور، یوپی
قابل پور الجامعۃ السّلفیہ، دارالقرآن، مرشد آباد، مغربی بنگال
مدرسہ تحفیظ القرآن، بوتل باڑی، بلاس پور، کرندیگھی، مغربی بنگال
جامعہ رحمانیہ وتحفیظ القرآن، کاندیولی ممبئی
حفظ القرآن اکیڈمی، اچھا کھالی، مرشد آباد، مغربی بنگال
جامعۃ التوحید، بھیونڈی، مہاراشٹر
جامعہ اسلامیہ محلّہ میواتیان، گونڈہ، یوپی
جامع مسجد طیب، شاہین باغ، اوکھلا، نئی دہلی
جامعہ رحمانیہ، نڈیاڈ، گجرات
مکتب اسلامیہ، جونیئر ہائی اسکول، دیوریا، یوپی
جامعہ عربیہ دارالتعلیم، صوفی پورہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی
مدرسہ محمدیہ مروت پور، مہنار، ویشالی، بہار
الجامعۃ الاسلامیۃ دارالعلوم، مئوناتھ بھنجن، یوپی
کلیہ ابی بکر الصدیقؓ، شری کند، برہروا، صاحب گنج، جھارکھنڈ
جامعہ دارالسنۃ، مسلم محلّہ، شیرور، اڈپی، کرناٹک
درسگاہ دارالقرأت والتجوید، ترتی پورا، سنبھل، یوپی
دارالعلوم جامع مسجد شمر گارڈن، میرٹھ، یوپی
مدرسہ عمر فاروقؓ چندن نگر، اندور، مدھیہ پردیش
صوبائی جمعیت اہل حدیث تمل ناڈو و پانڈیچری
سمر اسلامک آرگنائزیشن ٹرسٹ، مرزاہادی پورہ، مئو، یوپی
مدرسہ دارالقرآن ہاشمی، رسول پور، مظفر نگر، یوپی
جامعہ اثریہ دارالحدیث، مئو، یوپی
جامعہ عربیہ فیض القرآن، خورجہ، بلندشہر، یوپی

مرکز ابن مسعود لتحفیظ القرآن الکریم وعلومہ، سری نگر، جموں وکشمیر
مدرسہ نبویہ، بیش کوری، بردوان، مغربی بنگال
مدرسہ دارالتعلیم، نئی مسجد کھیدوپورہ، مئو، یوپی
مدرسہ اسلامیہ عربیہ دارالقرآن، بسود، باغپت، یوپی
مدرسہ احمدیہ سلفیہ، ملکی محلّہ، آرہ، بہار
جامعۃ القرآن والسنۃ، چاند پور روڈ، بجنور، یوپی
معہد عبداللہ بن مسعود لتحفیظ القرآن الکریم، نوگڑھ، سدھارتھ نگر، یوپی
صفاء ایجوکیشنل ویلفیئر سوسائٹی، ٹولہ مہوریا، نوگڑھ، سدھارتھ نگر، یوپی
جامعہ عالیہ عربیہ، مئوناتھ بھنجن، یوپی
مرکز الاتقان لتحفیظ القرآن، دومہنا، کرندیگھی، اتر دیناجپور، بنگال
مدرسہ سجادیہ عربیہ ایجوکیشنل سوسائٹی، ردولی، ایودھیا، یوپی
جامعۃ القراءت ٹرسٹ دیوبند، قاسمی ٹولہ، یوپی
ہیومن ڈیولپمنٹ ویلفیئر سوسائٹی، نئی دہلی
جمعیۃ الشبان المسلمین، بجرڈیہہ، بنارس، یوپی
لجنۃ الفرقان التعلیمیۃ، میتھابالی، کرناٹک
المدرسۃ العربیۃ لتحفیظ القرآن الکریم، ٹاڑبن، حیدرآباد
جمعیت اہل حدیث حیدرآباد وسکندرآباد
المعہد الاسلامی، مانک مئو، سہارنپور، یوپی
دارالعلوم محمدیہ اسلامیہ، قلعہ چوک، سرواڑ، راجستھان
مدرسہ اسلامیہ انوار العلوم، املو، مبارکپور، اعظم گڑھ، یوپی
الجامعۃ الاسلامیہ، نور باغ، کوسہ، تھانہ، مہاراشٹر
کشمیر قرآن انسٹی ٹیوٹ، سری نگر، کشمیر
جامعہ عربیہ دارالعلوم (ملحق جامعہ سلفیہ) پاکوڑ، جھارکھنڈ،
جامعہ اسلامیہ فیض عام، مئوناتھ بھنجن، یوپی
مدرسہ فیض العلوم سیونی، ایم پی
مدرسہ اسلامیہ عربیہ سراج العلوم، بڑی مسجد، نوح، ہریانہ
مدرسہ اسلامیہ اشرف العلوم ٹرسٹ، دھوج، فریدآباد، ہریانہ
مدرسہ تحفیظ القرآن بیکورسوہار، دومہنا، اتر دیناجپور، مغربی بنگال
دارالقرآن مدرسہ عبدالرحمٰن، حوض رانی، مالویہ نگر، نئی دہلی
مدرسہ محمدیہ سلفیہ، ابوبکر نگر، دیوریا، یوپی
جامعہ عثمان بن عفان لتعلیم القرآن، کتہ پیٹ، حیدرآباد، تلنگانہ
مدرسہ عربیہ زبیدیہ، آزاد مارکیٹ، دہلی
جامعہ ابوہرہ الاسلامیہ، لال گوپال گنج، الہ آباد، یوپی

المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ،نئی دہلی
الثقافۃ فاؤنڈیشن، نئی دہلی
جامعہ ریاض العلوم، جامع مسجد، دہلی
مرکز الامام البخاری، تلولی، مہاراشٹر
مدرسہ صوت القرآن المحمدیہ، پنگواں، ہریانہ
سرسید حامد اکیڈمی، ابوالفضل انکلیو، اوکھلا، نئی دہلی
مدرسہ اسلامیہ نورالعلوم، محلّہ سرائے جہانگیر، رامپور، یوپی
مدرسہ مفتاح العلوم، ڈواچکندرہ، کشن گنج، بہار
جامعہ عبداللہ ابن عباسؓ، ہتھین، پلول، ہریانہ
معہد اللغۃ والدعوۃ عیدگاہ قدیم (وقف) سہارنپور، یوپی
جامعہ سلفیہ (مرکزی دارالعلوم)، بنارس، یوپی
مدرسہ اسلامیہ، راگھونگر، بھوارہ، مدھوبنی، بہار
جامعہ سید نذیر حسین محدث دہلوی، تلک بازار، دہلی
جامعہ امام ابن تیمیہ، چندن بارا، چمپارن، بہار
مرکز الہدیٰ التعلیمی والخیری، دیوریا، یوپی
مدرسہ اشرفیہ تعلیم القرآن، مصطفیٰ آباد، دہلی
ادارہ فیضانِ حامد، نیا مصطفیٰ آباد، دہلی
مرکز عبداللہ ابن مسعود للتعلیم والتربیۃ، دہلی
مدرسہ انوار القرآن مکتب دینیات، مسجد چار مینار، ابوالفضل، دہلی
ادارہ اصلاح المکاتب برائے علم تجوید، سلفی نگر، سیونی، ایم پی
دارالعلوم محمدیہ سلفیہ، شجاعت گنج، کانپور، یوپی
جامعہ سلفیہ دارالعلوم، شکراوہ، میوات، ہریانہ
سرودیا، اسکول، نورنگر، دہلی
دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنو، یوپی
جامع مسجد اہل حدیث مومن پورہ، ناگپور، مہاراشٹر
معہد علی بن ابی طالب، جیت پور، نئی دہلی
مدرسہ خادم الاسلام اہل حدیث، ٹانڈہ، رامپور، یوپی
جامعہ دارالحدیث رحمانیہ ساکرس، ہریانہ
الجامعۃ المحمدیہ، کربٹیا، دربھنگہ، بہار
مدرسہ دارالامن، سلیم پور، کیرورا، کٹیہار، بہار
جمعیۃ التنمیۃ والرفاھیۃ البشریۃ، مدن پور، کھادر، نئی دہلی
مدرسہ جامعہ دارالفلاح، مظفرنگر، یوپی
مدرسہ تعلیم القرآن نمرہ مسجد، کریم نگر، میرٹھ، یوپی
جامعہ عربیہ شمس العلوم، شاہدرہ، دہلی
مدرسہ فیض العلوم، پونہانہ روڈ شکراوہ، نوح، ہریانہ

☆☆☆

مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز

دہلی میں لال قلعہ کے قریب دلدوز وتباہ کن دھماکہ پر اظہار رنج وغم

۱۱رنومبر ۲۰۲۵ء

دہلی - مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی نے اپنے ایک اخباری بیان میں لال قلعہ کے سامنے میٹرو اسٹیشن کے قریب ہوئے کار دھماکہ اور اس کے نتیجہ میں ایک درجن سے زائد قیمتی جانوں کے اتلاف اور بڑی تعداد میں لوگوں کے زخمی ہونے پر اپنے شدید رنج وغم اور گہرے افسوس کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ ایک اندوہناک حادثہ ہی نہیں لمحۂ فکریہ ہے جس میں قیمتی انسانی جانیں تلف ہوئی ہیں۔ اس حادثے نے نہ صرف مہلوکین کے متعلقین بلکہ پورے ملک اور انسانیت کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔

اس جانکاہ حادثے کی وجوہات کی اب تک گرچہ پختہ تحقیق نہیں ہوسکی ہے لیکن اگر یہ دہشت گردانہ کارروائی ہے تو اس سے زیادہ وحشت ناک اور خطرناک خبر کیا ہوسکتی ہے؟ اور اس سے بڑھ کر جرم اور کیا ہوسکتا ہے؟ اس کی جس قدر مذمت کی جائے کم ہے اور انسانیت کے خلاف اس گھناؤنی سازش کو انجام دینے والے واقعی مجرمین کو کیفر کردار تک پہنچایا جانا بے حد ضروری ہے۔

امیر محترم نے اپنی پریس ریلیز میں مزید کہا کہ اس درد والم کی گھڑی میں ہم سب پسماندگان و متعلقین کے ساتھ ہیں، ان کے رنج وغم میں برابر کے شریک ہیں اور ان سے اظہار تعزیت کرتے ہیں اور دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ متعلقین کو صبر وسکون عطا کرے اور جو لوگ اپنوں کو کھوکر بے سہارا ہوگیے ہیں ان کے لیے سہارا عطا فرمادے۔

امیر محترم نے مزید کہا کہ گرچہ قضا وقدر کو کوئی ٹال نہیں سکتا لیکن پھر بھی اس طرح کے حادثات کی وجوہات پتہ لگایا جانا بے حد ضروری ہے تاکہ آئندہ اس طرح کے ناخوشگوار حادثات سے بچا جاسکے اور شہریوں کو تحفظ فراہم کیا جاسکے۔

☆☆☆

جماعتی خبریں

فضیلۃ الشیخ احسن جمیل مدنی امیر ضلعی جمعئت اہل حدیث بنارس ،ونائب ناظم جامعہ سلفیہ بنارس کو جانکاہ صدمہ: یہ خبر نہایت ہی رنج وافسوس کے ساتھ سنی گئی کہ ضلعی جمعیت اہل حدیث بنارس کے امیر فضیلۃ الشیخ مولانا احسن جمیل مدنی صاحب کی اہلیہ محترمہ کا ۱۲؍اکتوبر رات ساڑھے دس بجے طویل علالت کے بعد بنارس میں انتقال ہوگیا۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ نہایت خلیق وملنسار، مہمان نواز اور پابند صوم وصلاۃ خاتون تھیں۔اور مولانا کے کام کاز میں حد درجہ متعاون ومددگار تھیں۔پسماندگان میں شوہر کے علاوہ چار بیٹے اور دو بیٹیاں۔ان کے جنازے کی نماز طیب شاہ مسجد میں ادا کی گئی۔اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائے،لغزشوں سے درگذر فرمائے، جنت الفردوس کا مکین بنائے، شیخ احسن جمیل مدنی اور جملہ پسماندگان ومتعلقین کوصبر جمیل کی توفیق دے۔ (شریک غم ودعا گو: اصغرعلی امام مہدی سلفی،امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند)

جامع مسجد دہلی کے شاہی امام جناب سید احمد بخاری صاحب کی اہلیہ محترمہ کا انتقال پر ملال: یہ خبر نہایت رنج وافسوس کے ساتھ سنی گئی کہ جامع مسجد دہلی کے شاہی امام جناب سید احمد بخاری صاحب کی اہلیہ محترمہ اور نائب شاہی امام جناب سید شعبان بخاری صاحب کی والدہ ماجدہ نیر صاحبہ کا گزشتہ شب ۲۹؍اکتوبر ۲۰۲۵ء تقریبا 12 بجے بعمر تقریبا 65/سال ہارٹ اٹیک کے سبب انتقال ہوگیا۔اناللہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ نہایت خلیق وملنسار، پابند صوم وصلوٰۃ اور مہمان نواز خاتون تھیں اور بچوں کی تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ امام صاحب جو ملک وملت،شاہی جامع مسجد اور محلّہ جامع مسجد کے سلسلے میں عظیم ذمہ داری اور رہنمائی فرماتے ہیں اس میں آپ کے حوصلوں اور صبر وہمت کا خاص حصہ تھا۔جنازے کی نماز بتاریخ 30/اکتوبر 2025ء ،بروز جمعرات بعد نماز عصر (4:30) شاہی جامع مسجد دہلی میں ادا کی گئی۔

پسماندگان میں شوہر شاہی امام سید احمد بخاری صاحب، دو صاحب زادے سید ارحم بخاری صاحب، نائب شاہی امام سید شعبان بخاری صاحب، دو صاحب زادیاں اور پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس کی مکین بنائے، پسماندگان ومتعلقین خصوصاً شاہی امام سید احمد بخاری صاحب جو شخصی طور پر ہمیشہ بڑے بھائی کا کردار ادا کرتے ہیں اور جماعتی اور ملی سطح پر ایک بالغ نظر ذمہ دار کی حیثیت سے معاملہ فرماتے ہیں،کو صبر جمیل کی توفیق ارزانی فرمائے۔آمین۔(شریک غم ودعا گو: اصغرعلی امام مہدی سلفی،امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند)

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم کادینی ،دعوتی اور تنظیمی دورہ: مورخہ ۱۸؍اکتوبر کو مسجد اہل حدیث چھوٹی چار مینار ٹاسکر ٹاؤن بنگلور کرناٹک میں ایک روزہ دورۂ علمیہ برائے علماء، معلمات اور دعاۃ الی اللہ منعقد ہوا جس میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی نے شرکت کی۔اس موقع پر اپنے خصوصی خطاب میں فرمایا کہ اسلامی تعلیمات کولوگوں تک صحیح ڈھنگ سے پہنچانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ علماء، دعاۃ اور معلمات حالات اور وقت کے مطابق اپنی بات لوگوں کو پہنچائیں اورلوگوں کو دینی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کے لئے بیداری پیدا کریں۔اپنے اس محاضرے میں انھوں نے طالب علم اور معلم کے اخلاق وفرائض پر پرمغز خطاب کیا۔شام میں اجلاس عام کی صدارت میں خیر امت کا فریضہ انجام دینے اور ہرطرح کی سماجی برائیوں کو ختم کرنے اور تشدد ودہشت گردی کو ختم کرنے میں علماء ودعاۃ کے کردار کو واضح کیا اور امن وآشتی اور بھائی چارہ کے بنیادی عناصر اور فرائض کی وضاحت کرتے ہوئے دہشت گردی کو ناسور قرار دیا اور امن واخوت انسانی کو زندگی کی سب سے بڑی نعمت بتائی۔

☆ شہری جمعیت اہل حدیث حیدرآباد وسکندر آباد کے تعاون اور ابنائے قدیم جامعہ سلفیہ جنوبی ہند شاخ حیدرآباد کی طرف سے مرکزی دارالعلوم جامعہ سلفیہ بنارس کی علمی وملی عظیم شخصیات کی شہر حیدرآباد آمد کے موقع پر ایک عظیم الشان اجلاس عام مسجد توحید سات گنبد روڈ ٹولی چوکی حیدرآباد میں ۱۳؍ستمبر بروز ہفتہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی کی صدارت میں منعقد ہوا۔اس اجلاس عام میں اپنی صدارتی خطاب میں امیر جماعت مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی نے تنظیم کی اہمیت وافادیت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ کسی بھی تنظیم کو کامیابی اس کے کارکنان اور ارکان کے جذبۂ خدمت سے ملتی ہے اس لئے تنظیم کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے کہ منہج سلف کی روشنی میں خدمت انسانیت، تعلیم وتربیت، تزکیہ اور اصلاح معاشرہ کا فریضہ ہر فرد حسب حیثیت ادا کرے۔تنظیم کا ہر فرد روزانہ اپنا کچھ وقت تنظیم کو مضبوط بنانے اور لوگوں کو اس سے جوڑنے میں صرف کریں۔اور زندگی کے مقصد کو پہچانیں۔اس اجلاس عام سے دیگر علماء کرام نے بھی خطاب کیا۔اس سفر میں حیدرآباد اور نواح میں متعدد مجالس اور پروگراموں میں امیر محترم کا خطاب ہوا۔مثلاً مرکزی مسجد،شہری دفتر محلّہ بارکس وغیرہ میں خطاب کیا۔

(بقیہ صفحہ ۲۰ پر)

"Registered with the Registrar of Newspapers for India"
JARIDA TARJUMAN
(FORTNIGHTLY)
AHL-E-HADEES MANZIL, 4116, URDU BAZAR, JAMA MASJID, DELHI - 110006
PH. : 011 - 23273407, TELEFAX : 23246613

R.N.I. No-39374/80
REGD. DL(DG-11)/8064/2023-25
Licenced to Post Without Pre-payment in LPC, Delhi RMS Delhi-110006
Under U (C) - 277/2023-25
November 16-30-2025

Total Pages 32

Printed & Published by Mohammad Tahir, on behalf of Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind, and printed at M.S. Printers, A-145, Gali No.8, Chauhan Banghar, Seelampur and published from Ahle Hadees Manzil 4116, Urdu Bazar, Jama Masjid, Delhi-110006.
Editor. Md Khurshid Alam